www.KitaboSunnat.com
ارکانِ اسلام
(ایک اجمالی تعارف)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
روزہ
إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا
نماز
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ
شہادتین
وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ
زکوٰۃ
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
حج
تقدیم
فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
تالیف
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ عبدالخالق محمد صادق حفظہ اللہ
توحید پبلیکیشنز بنگلور (انڈیا)

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

ارکانِ اسلام

(ایک اجمالی تعارف)

تالیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ عبد الخالق محمد صادق حفظہ اللہ

تقدیم

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر (سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز ، بنگلور (انڈیا)

❖ نامِ کتاب: ارکانِ اسلام (ایک اجمالی تعارف)

❖ تالیف: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ عبدالخالق محمد صادق حفظہ اللہ

❖ تقدیم: فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

❖ کمپوزنگ ری سیٹنگ: شاہد ستار

❖ طبع اوّل: ۱۴۳۰ھ ، ۲۰۰۹ء

❖ تعداد: ۳۰۰۰

❖ ناشر: توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

هندوستان میں ملنے کے پتے

1- توحید پبلیکیشنز
ایس.آر.کے.گارڈن
فون:۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔۵۶۰ ۰۴۱

2-چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰ ۰۵۱

3-دار التوعية
اسلامی سی۔ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔
نمبر:۷، فرسٹ کراس، چارمینار مسجد روڈ
فون:۰۸۰-۲۵۵۴۹۸۰۴
شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱
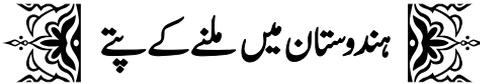
1-S.R.K.Garden,Phone# 26650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3-Darul Taueyah
Islamic Cassettes,Cds & Books House,
Door# 7,Ist Cross
Charminar Masjid Road
SivajiNagar Bangalore-560 051
Tel:080-25549804

فہرستِ مضامین

اسم موضوع	صفحہ نمبر
فہرستِ مضامین	3
تقدیم	7
پیش لفظ	9
ارکانِ اسلام	11
پہلا رکن: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (شہادتِ توحید ورسالت)	12
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (مفہوم، شرائط اور تقاضے)	12
لفظ ''اللہ'' کا مفہوم	14
''الٰہ'' کا مفہوم	15
توحید کا مفہوم	16
توحید کی اقسام	17
① توحیدِ ربوبیت	17
② توحیدِ الوہیّت	18
عبادت کا مفہوم	21
تشہد کی دعاء کا بھی یہی مطلب	22
دعاء کرنا بھی عبادت	22
③ توحیدِ اسماء وصفات	23
کلمہ ٔطیّبہ کی شرائط	25
① علم	25
② یقین	25
③ اخلاص	26
④ صدق	26
⑤ محبت	27
⑥ انقیاد وتابعداری	28
⑦ قبول	28
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (مفہوم، شرائط اور تقاضے)	30
نسبِ مبارک	32
نسب نامہ	33
والدہ ماجدہ	33
ولادت باسعادت	34
سیرتِ طیّبہ اور حلیہ ٔ مبارک	34
فضائلِ سید المرسلین ﷺ	36
حبُ النّبی ﷺ	39
نبیٔ اکرم ﷺ سے محبت کی علامتیں	41
اطاعت اور اتباع	42
سنّتِ رسول ﷺ کا مفہوم	44

اسم موضوع	صفحہ نمبر	اسم موضوع	صفحہ نمبر
بدعت کا تعارف	45	نمازِ باجماعت کی اہمیت	60
وفات النبی ﷺ	49	نمازِ باجماعت کی فضیلت	61
نبی اکرم ﷺ پر درود	50	صف بندی کی اہمیت	61
دوسرا رکن: نماز	51	① استقبالِ قبلہ	64
پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز	51	② نیّت کرنا	64
آدابِ وضوء	51	③ تکبیرِ تحریمہ	65
فضائلِ وضوء	51	④ سینے پر ہاتھ باندھنا	65
وضوء کا طریقہ	52	⑤ دعاء استفتاح	65
① مسواک کرنا	52	⑥ تعوّذ	66
② نیّت کرنا	53	⑦ تسمیہ	66
③ تسمیہ	53	⑧ سورۂ فاتحہ	66
نوٹ	53	⑨ آمین	67
وضاحت	54	⑩ دوسری سورت ملانا	67
وضوء کے بعد کی دعائیں	54	⑪ رکوع	68
نوٹ	55	⑫ رکوع کی تسبیحات	68
نواقضِ وضوء	56	⑬ رکوع سے اٹھنا	68
تیمّم	57	⑭ قومہ کی دعاء	69
تیمّم کا طریقہ	57	⑮ سجدہ	69
جن چیزوں سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے	58	⑯ سجدے کی دعائیں	70
جرابوں پر مسح	58	⑰ دوسجدوں کے درمیان	70
نماز کی اہمیت	59	⑱ دوسرا سجدہ	70

اسم موضوع	صفحہ نمبر
⑲ جلسۂ استراحت	70
⑳ دوسری رکعت	71
㉑ درمیانہ تشہد	71
نوٹ	72
㉒ تیسری رکعت	72
㉓ آخری تشہد	72
㉔ درودِ شریف	72
㉕ دعائیں	73
㉖ سلام	73
㉗ نماز سے فراغت کے بعد	74
تیسرا رکن: زکوٰۃ؛ اہمیت اور مسائل	77
زکوٰۃ کی تعریف رز کوٰۃ کی اہمیت	77
زکوٰۃ کے فوائد	80
زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام	81
جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے	83
① سونا چاندی اور نقدی پیسے	83
مسئلہ (۱) تا (۲)	83
مسئلہ (۳) تا (۴)	87
مسئلہ (۵) تا (۱۰)	89
② تجارتی سامان	86
زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ	87
مسئلہ	87
③ حیوانات	88
تنبیہ	89
④ زرعی پیداوار	89
زرعی پیداوار کا نصاب	89
کتنا حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے	89
مسئلہ (۱) تا (۲)	90
مصارفِ زکوٰۃ	90
تنبیہ (۱) تا (۴)	94
چوتھا رکن: ماہِ رمضان کا روزہ	96
رمضان المبارک کے فضائل واحکام	96
روزہ کی فرضیت	96
فضائلِ روزہ	96
روزہ خوروں کا انجام	97
استقبالی روزہ	97
وجوبِ روزہ کی شرائط	98
روزہ کی نیت	98
سحری کھانا	99
افطاری	99
افطاری کے وقت کی دعاء	99
دوسروں کو افطار کروانے کا اجر وثواب	100

اسمِ موضوع	صفحہ نمبر
کسی کے ہاں کھانا کھانے کے بعد کی دعاء	97
غلطی سے روزہ افطار کرنا	97
جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	97
جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	97
حالتِ روزہ میں اجتناب کرنے والے امور	98
نمازِ تراویح	99
آخری عشرہ کی فضیلت	99
اعتکاف	100
لیلۃ القدر	100
لیلۃ القدر کی دعاء	100
صدقۃ الفطر	100
صدقۃ الفطر کی مقدار	101
عید الفطر	101
شوال کے چھ روزے	101
رمضان المبارک میں روزہ	102
روزوں کی قضاء	103
قضاء اور کفارہ	102
پانچواں رکن: حج؛ فضیلت، احکام...	103
حج کی فرضیت	103
حج کی فضیلت	104
سفرِ حج سے پہلے چند آداب	105
دورانِ سفر وادائیگیٔ حج؛ چند آداب	106
حجِ تمتع کے مختصر احکام	106
عمرہ کے تفصیلی احکام	107
① احرام	107
محظوراتِ احرام	108
② طواف	109
③ سعی	110
④ سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا	111
عمرہ کے بعد 8 ذوالحج تک	111
حج کے تفصیلی احکام	112
یومِ ترویہ	112
یومِ عرفہ	112
یومِ عید	113
ایامِ تشریق	114
طواف الوداع	115
آدابِ زیارتِ مسجدِ نبوی ﷺ	116
حج میں سرزد ہونے والے عام غلطیاں	117

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

صحیح بخاری ومسلم، ترمذی ونسائی اور مسند احمد میں نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّداًرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَ حَجِّ الْبَیْتِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ)) (صحیح الجامع الصغیر:2840)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ،اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

جبکہ بعض روایات میں حج کا ذکر روزے کے بعد آیا ہے۔اور اسلام کے انہی ارکانِ خمسہ کا ذکر کتبِ حدیث کی اُس مشہور ومعروف حدیث میں بھی آیا ہے جسے حدیثِ جبرائیل علیہ السلام کہا جاتا ہے۔

اسلام کے ان پانچ ارکان (Pillars of Islam) کے بارے میں قدرے تفصیلی معلومات پر مشتمل زیرِ نظر کتاب کویت میں کام کرنے والے دو معروف علماءِ کرام شیخ عبدالخالق محمد صادق اور ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہما اللہ کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے جو پہلے کویت میں وسیع

پیمانے پر تقسیم کی جا چکی ہے اور اب اسے توحید پبلیکیشنز بنگلور کی طرف سے اپنے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ہم نے اس کے مطالعہ و مراجعہ کے دوران:

☆ اسکی مفصل فہرست تیار کی ہے جو کہ اصل کتاب میں صرف سات عنوانات پر مشتمل تھی اور اب ایک سو (100) عنوانات کے قریب پہنچ گئی ہے۔

☆ کئی مقامات پر حوالہ جات میں اضافہ کیا ہے۔

☆ بعض مقامات پر سرے سے حوالہ نہیں تھا وہاں حوالہ دے دیا ہے۔

☆ بعض جگہوں پر تفصیلی معلومات کیلئے مصادر و مراجع کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

☆ قرآنی آیات اور حدیثی نصوص کے اعراب کا اہتمام کیا ہے۔

☆ کمپوزنگ میں جدید و خوبصورت انداز اختیار کیا گیا ہے جسکے لئے ہمارے دوست انجنیئر شاہد ستار شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے پوری کمپوزنگ کی ری سیٹنگ کی ہے۔

اب اس نئے انداز میں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کے مؤلفین، مراجعہ و ری سیٹنگ کرنے والوں اور اسکی طباعت کا اہتمام کرنے والے ہمارے دوست جناب محمد رحمت اللہ خان (ایڈووکیٹ) کی اس خدمت کو شرفِ قبول سے نوازے، سب کو دنیا و آخرت میں اسکا اجرِ عظیم عطا کرے، اسے قارئینِ کرام کیلئے استفادے کا ذریعہ بنائے اور اسکی طباعت و اشاعت میں مالی تعاون کرنے والے احباب کو بھی جزاء خیر سے نوازے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

الخبر۔ لیلۃ الجمعہ
۱۴۳۰/۴/۱۶ھ
۲۰۰۹/۴/۱۲ء

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
وداعیہ متعاون مراکز دعوت وارشاد
الدمام، الظہران، الخبر (سعودی عرب)

پیشِ لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّاالِٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

أَمَّا بَعْـــدُ:

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

کویت میں بسنے والے اردودان حضرات کی دینی راہنمائی کیلئے مرکز دعوۃ الجالیات ایک عرصے سے سرگرم ہے،اس مرکز کے ذمہ داران، دعاۃ اورمنسلک احباب اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ کویت میں قرآن وسنت کی سچی اور کھری دعوت روز افزوں ترقی کرے،اوراس سلسلے میں الحمدللہ متعدد ہفتہ واردروس جاری ہیں جن میں مرکز کے دعاۃ قرآن وسنت کی روشنی میں لوگوں کے عقائدواعمال کی اصلاح پر بھر پورتوجہ دیتے ہیں،معروف علماء کرام کی کیسٹیں لوگوں کوفراہم کی جاتی ہیں،اور ہزاروں کی تعداد میں مختلف موضوعات پرلٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے،اورالحمدللہ ان جہود کے بڑے اچھے نتائج برآمد ہورہے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کوششوں کوشرفِ قبولیت سے نوازے۔آمین

مرکز کی طرف سے اب تک جولٹریچر تقسیم کیا گیا ہے اس میں ارکانِ اسلام میں سے ہر رکن کے بارے میں الگ الگ پمفلٹ بھی تھے،اوراس چیز کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان سب کو یکجا کر کے ایک ہی رسالے کی شکل میں چھپوادیا جائے ،تاکہ قارئین کوتمام ارکانِ اسلام کے بارے میں بنیادی معلومات ایک ہی جگہ پرمل جائیں،اورکئی احباب نے اس بات

کی طرف مرکز کے ذمہ داران کی توجہ مبذول کرائی، چنانچہ ان کی اسی رغبت کے پیش نظر ان پمفلٹس کو کچھ اضافوں کے ساتھ اس رسالے میں جمع کر دیا گیا ہے. ہم اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس رسالے کا مطالعہ کریں اور اپنے اہل وعیال کو ارکانِ اسلام کے بارے میں بنیادی معلومات سے بہرہ ور کریں۔ یاد رہے کہ یہ رسالہ بعض اہلِ خیر کے خرچہ پر مفت تقسیم کیلئے چھپوایا گیا ہے ہم جہاں ان کیلئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور انہیں دین ودنیا کی خیر وبھلائی نصیب فرمائے، وہیں ہم اپنے تمام بھائیوں اور اپنی تمام بہنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت کی نشر واشاعت میں ہمارا ساتھ دیں، اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبد الخالق محمد صادق حفظہ اللہ

مرکز دعوۃ الجالیات، کویت

ارکانِ اسلام

ارکان رُکن کی جمع ہے اور اہلِ علم کی اصطلاح میں رکن یا (Piller) سے مراد وہ اہم عنصر ہے جس پر کسی چیز کا وجود اس طرح موقوف ہو کہ وہ اس چیز کا حصّہ بھی ہو۔ لہٰذا ارکانِ اسلام سے مراد وہ اہم عناصر اور ارکان ہیں کہ جن کے بغیر اسلام کی عمارت کا قیام محال ہے، اور یہ اہم ارکان جن سے قصرِ اسلام کی تکمیل ہوتی ہے، پانچ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ الْبَيْتِ)) [1]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔"

[1] متفق علیہ

پہلا رکن: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شہادتِ توحید ورسالت

ترتیب: شیخ عبدالخالق محمد صادق

(لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مفہوم، شرائط اور تقاضے)

اللہ رب العزت نے تخلیقِ کائنات کی حکمت اور غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾(سورۂ ذاریات :56)

''میں نے بنی نوع انسان اور جنّات کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے''۔

اس آیتِ مبارکہ کے پیش نظر کلمۂ توحید اسلام کی اساس ہے، یہی سبب ہے کہ یہ کلمہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا مرکز ومحور رہا ہے، ارشاد ربّانی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (سورۂ النحل : 36)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی بندگی سے بچو''۔

اور اسی دعوت کو عام کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کتبِ مقدسہ اور صحائفِ مطھرہ نازل کیئے، ارشاد ہے:

﴿هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (سورۂ ابراھیم : 52)

''یہ لوگوں کیلئے ایک پیغام ہے جو اسلیئے بھیجا گیا ہے کہ انہیں خبر دار کیا جائے اور وہ اس حقیقت سے آشنا ہوں کہ معبودِ حقیقی ایک ہی ہے اور عقلمند لوگ ہوش میں آ جائیں۔

اسی لئے علاّمہ ابن ابی العز ؒ فرماتے ہیں:

(فالتوحيد أوّل ما يدخل به في الإسلام وآخر ما يخرج به من الدنيا وهو أول واجب وآخر واجب) [1]

''توحید کے ساتھ ہی انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور دنیا سے جاتے وقت بھی انسان کا اس پر یقین ہونا ضروری ہے، لہٰذا یہ پہلا اور آخری واجب ہے۔''

جب کلمہ توحید اسلام کی اساس اور تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ہے اور اسی پر جزا اور سزا کا انحصار ہے تو ہر کلمہ گو کیلئے ضروری ہے کہ اس کا مفہوم ومقصود اور اس کے تقاضوں سے آگاہی حاصل کرے، جیسا کہ الوزیر ابوالمظفر اپنی کتاب ''الإفصاح'' میں لکھتے ہیں:

''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه کے اقرار کرنے والے کو لازم ہے کہ وہ اسکے مطلب کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورۂ محمد :19)

''خوب اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

کلمہ طیّبہ ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه'' نفی اور اثبات دونوں کو متضمن ہے ''لَا إِلٰـه'' اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے الوہیت کی نفی کرتا ہے اور ''إِلَّا اللّٰـه'' اللہ کے لیئے الوہیت ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کا مفہوم یہ ہوا:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے''۔

[1] شرح العقيدة الطحاوية:78

اور یہی مفہوم منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (سورۂ آل عمران :18)

''اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور تمام فرشتے اور اہلِ علم بھی حق وانصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس عزیز وحکیم کے سوا واقعتاً کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

لفظ ''اللہ'' کا مفہوم:

لفظِ جلالت ''اللہ'' خالقِ کائنات کا اسمِ اعظم ہے اور اس بات کے سبھی قائل ہیں کہ لفظ ''اللہ'' باری تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے معانی اور صفاتِ علیا کو جامع ہے اور یہ اسم مبارک ''اللہ'' جلّ شانہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بولنا حرام ہے۔اس کا معنیٰ ومفہوم مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(هو الذی يألهه كلّ شيءٍ ويعبده كُلّ خلق)

''اللہ تعالیٰ وہ ذاتِ کبریا ہے جسے ہر شے اِلٰہ مانتی اور جس کی تمام مخلوق عبادت کرتی ہے''۔

اور امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فاللّٰه اسم للموجود الحق الجامع للصفات الإلٰهية ‘المنعوت بنعوت الربوبية المنفرد بالوجود الحقيقي لاإلٰه إلّا هو سبحانه) [1]

''اسم مبارک ''اللہ'' اس ذاتِ برحق کا نام ہے جو واجب الوجود اور الوہیت کی تمام صفات کا حق دار اور ربوبیت کے تمام اوصاف سے موصوف اور وجودِ حقیقی میں منفرد ہے اور اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

[1] تفسير القرطبی :1/ 73

''اِلٰہ'' کا مفہوم:

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

''اِلٰہ'' اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کی ہیبت، جلال، محبت، خوف، اس سے امید، اس پر بھروسے اور اس سے سوال ودعا کے پیش نظر اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے، یہ سب کچھ اللہ عزوجل کے علاوہ اور کسی کے بھی شایان شان نہیں''۔

اور شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اِلٰہ'' کا معنیٰ معبود ہے اور وہ معبود جو عبادت کا استحقاق رکھتا ہو اور اس کے مستحقِ عبادت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے اوصاف سے متصف ہے جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ آخری درجہ کی محبت کا حقدار، وہی محبوب ہو اور انتہائی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار اسی کے لئے ہو، پس ''اِلٰہ'' ہی وہ محبوب اور معبود ہے کہ دل محبت سے جس کی عبادت کریں، اس کی اطاعت بجالائیں، اس کے لیئے عجز ونیازمندی کا اظہار کریں، اس سے خوفزدہ ہوں، اس سے امیدیں وابستہ رکھیں، دشواریوں میں اسکی طرف رجوع کریں، مشکلات میں اسی کو پکاریں، اپنے مفادات میں اسی پر بھروسہ کریں، اسی کے پاس جائے پناہ تلاش کریں، اسی کی محبت میں سکون پائیں۔اوران تمام اوصاف کا حامل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں، اسی لیئے ''کلمہ طیّبہ'' ''**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** ''سب سے بڑھ کر سچا کلام ہے اور صدقِ دل سے اسے پڑھنے والے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے، حزب اللہ ہیں اور اس کے منکر حزب الشیطان، اللہ کے دشمن اور اس کے غضب وانتقام کے سزاوار ہیں، جب یہ کلمہ صحیح ہو گیا تو اس کے ساتھ ہی تمام مسائل ازخود حل ہو جائیں گے اور جس شخص کا یہ کلمہ ہی صحیح نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے علم اور عمل میں فسادِ عظیم پیدا ہو جائے گا''۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ﴾

(سورة الحج :62)

''یہ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور اس کے سوا یہ جنہیں پکارتے ہیں وہ باطل ہیں''۔

یہ معبودیت کا حق صرف اور صرف اللہ تعالی کا ہے اور کلمہ توحید کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اسکی ذاتِ بابرکات اور صفاتِ کمال میں وحدہٗ لاشریک لہٗ سمجھے اور خالق ومخلوق کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے خالقِ کائنات کو اسکی مخلوق پر قیاس نہ کرے اور نہ اس سے تشبیہ دے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی صفاتِ باکمال کا مستحق اس کی مخلوق کو ٹھہرائے۔

توحید کا مفہوم:

توحید (لغوی اعتبار سے) وَحَّدَ یُوَحِّدُ سے مصدر ہے، یعنی کسی چیز کو ایک اور اکیلا تسلیم کرنا اور یہ نفی اور اثبات کے ذریعے ہی ثابت ہوتا ہے، یعنی اللہ کی توحید کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی الوہیت کی نفی کرنا، توحید کو ثابت کرنے کا یہی طریقہ صحیح ہے اور توحید اس وقت تک توحید کہلا ہی نہیں سکتی جب تک کہ نفی اور اثبات دونوں کا بیک وقت بیان نہ ہو، جیسا کہ ''کلمہ طیبہ'' سے ظاہر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (سورۂ ھود : 50)

''ایک اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی اِلٰہ نہیں ہے''۔

لہٰذا جو شخص اللہ کی الوہیت کا اقرار بھی کرے اور ساتھ ساتھ اللہ کے علاوہ اسکی مخلوق کو رزق دینے والا، اولاد دینے والا' نفع ونقصان کا مالک، حاجت روا، مشکل کُشا، الغرض اللہ کی خصوصیات میں اسکی مخلوق کو شریک بھی کرے تو ایسا شخص مؤحد نہیں کہلا سکتا، کیونکہ الوہیت وہ جامع وصف ہے جو تمام صفاتِ کمال کو شامل ہے، لہٰذا توحید کی جامع تعریف یوں ہے:

''جو اوصاف اور اختیارات اللہ کے لئے خاص ہیں، ان میں اللہ کو تنہا اور یکتا ماننا''۔

توحید کی اقسام:

اہلِ علم نے توحید کی تین اقسام بیان کی ہیں، تاکہ توحیدِ باری تعالیٰ کا حقیقی مفہوم اور اس کے تمام تر تقاضوں سے آگاہی ہو سکے:

① توحیدِ ربوبیت (اختیارات ماننے میں توحید) ② توحیدِ اُلوہیت (عبادت کرنے میں توحید) ③ توحیدِ اسماء وصفات (اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں توحید)

① توحیدِ ربوبیت:

اللہ تعالیٰ کو تخلیقِ کائنات، حاکمیت اعلیٰ اور تدبیرِ کائنات میں یکتا اور تنہا تسلیم کیا جائے، دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اپنی پوری کائنات کا خالق ومالک، رزّاق اور اکیلا ہی پوری کائنات کا نظام چلانے والا ہے، وہی حاکمِ مطلق ہے، کوئی اس کا وزیر، مُشیر اور شریکِ کار نہیں، وہی موت وحیات کا مالک اور وہی مختارِ کُل اور قادرِ مطلق ہے، جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کرنے پر قادر ہے، اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا، وہ غنی وبے نیاز ہے اور پوری کائنات اس کی محتاج ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿هَـلْ مِـنْ خَـالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ (سورۂ فاطر : 3)

”کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حقیقی معبود نہیں“۔

اور معبودانِ باطلہ کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورة النحل :17)

”کیا جو پیدا کرتا ہے اور جو پیدا نہیں کرسکتا، کیا دونوں برابر ہونگے ؟“

اور اپنی بادشاہت کا اعلان کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

(سورة الملک : 1)

''بڑی بابرکت ذات ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

اور پوری کائنات کا نظام چلانے والا، مختارِ کُل، حاجت روا اور مشکل کشا بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے، کس قدر جامع ارشاد ہے:

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ﴾

(سورة الأعراف : 54)

''سن لو! ساری مخلوق اللہ کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے، بہت ہی بابرکت ہے اللہ رب العزت جو سارے جہانوں کا رب ہے''۔

۲ توحیدِ اُلوہیت:

توحیدِ الوہیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی قسم کی عبادت یا عبادت کا کوئی حصّہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے مخصوص نہ کرے، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا برگزیدہ نبی اور رسول ہو، یا کوئی اور نیک انسان یا کوئی بھی دوسری مخلوق ہو، کیونکہ عبادت خالق کا حق ہے اور تمام مخلوق اسکی عبادت گزار ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے یہی دعوت پیش کی ہے اور یہی قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

① ﴿ الٓرٰ o کِتٰبٌ أُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ o أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللّٰهَ إِنَّنِیْ لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ﴾ (ھود :1-2)

''الر، یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں''۔

②﴿ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (سورة يوسف : 40)

''ہر قسم کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو، یہی مضبوط دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے''۔

③﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

(سورة الإسراء : 23)

''آپ کے رب کا حکم ہے کہ آپ صرف اسی کی عبادت کریں اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں''۔

④﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ o وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَآئِكَةَ وَالنَّبِيِّيْنَ اَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (سورة آل عمران : 79-80)

''کسی بشر کے لیئے لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ (یہ کہے کہ) اس کتاب کی تعلیم کے مطابق جسے تم پڑھاتے اور پڑھتے ہو، اللہ کے بندے بنو۔ اور نہ اس کیلیئے لائق ہے کہ وہ تمہیں حکم دے کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو رب بنالو، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو اسلام لانے کے بعد کفر کا حکم دیں؟''۔

مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے واضح ہے کہ ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کیلیئے خاص ہے اور کسی قسم کی عبادت میں اسکے انبیاء علیہم السلام یا فرشتوں یا نیک لوگوں کو شامل کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے جو کہ اللہ کے حقِ الوہیت اور ربوبیت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں، فرمایا ہے:

﴿اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة : 31)

"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا"۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر خود رحمتِ عالم ﷺ نے میرے سامنے بیان فرمائی، کہ جب وہ اسلام لانے کی غرض سے نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے یہی آیت تلاوت فرمائی' حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

((إِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوْهُمْ)) "کہ وہ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے"۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیوں نہیں! جب ان کے علماء و بزرگان ان کے لیئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے تو وہ ان کی پیروی کیا کرتے تھے، یہی تو ان کی عبادت تھی"۔

گویا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے کسی چیز کی تحلیل وتحریم کا حق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو دینے کو اس کی عبادت قرار دیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا:

((أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) [1]

"اللہ کے ہاں کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: کہ تو اللہ کا کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے"۔

---

[1] بخاری ومسلم

یہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ ہے۔

عبادت کا مفہوم:

علامہ قرطبی ؒ فرماتے ہیں:

((أصل العبادة التذلل و الخضوع))

''عبادت در حقیقت کسی کے سامنے عاجزی اور درماندگی ظاہر کرنے کا نام ہے''۔

اور امام ابن قیّم رحمہ اللہ قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں:

عبادة الرحمن غاية حُبّه مع ذلّ عابده وهما قطبان

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: محبت اور تعظیم۔ اور یہی عبادت کا قرآنی تصور ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ﴾

(سورة الأنبياء : 90)

''بلاشبہ وہ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے اور محبت اور خوف سے ہمیں پکارتے تھے''۔

یعنی محبت کے نتیجہ میں رغبت پیدا ہوتی ہے اور تعظیم سے دل میں رھبت اور خوف پیدا ہوتا ہے اور اوامرِ الٰہی کا تعلق محبت سے اور نواہی کا تعلق تعظیم سے ہے۔

شیخ الاِ سلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عبادت کا جامع مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(العبـادة إسم جامع لكل مايحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الظاهرة والباطنة)

''عبادت ایک ایسا جامع نام ہے جس سے تمام ظاہری و باطنی اقوال واعمال مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور جن پر وہ راضی ہوتا ہے''۔

لہٰذا ''عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا کے لیئے یا اس کی ناراضگی کے خوف سے کیا جائے، اس لیئے صرف نماز، روزہ، حج اور زکاۃ ہی عبادات نہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا والتجا کرنا، اسکے نام کی نذر و نیاز دینا، اسکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اسکا طواف کرنا اور اس سے طمع وخوف وغیرہ بھی عبادات ہیں'' اور توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلیئے کیئے جائیں۔ [1]

تشہّد کی دعا کا بھی یہی مطلب ہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ))

''ہر قسم کی قولی، بدنی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے ہیں''۔

جیسا کہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلان کروایا ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ٥﴾

(سورة الأنعام : 163/162)

''(اے میرے نبی!) فرمادیجئے! بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت صرف اللہ کیلیئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے زیادہ فرمانبردار ہوں''۔

دعا کرنا بھی عبادت ہے:

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (سورة المؤمن :60)

[1] تفسير أحسن البيان .سورة فاتحه

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں، بیشک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہونگے''۔

اس آیت میں ''أُدْعُوْنِيْ'' کے بعد ''عِبَادَتِيْ'' کا لفظ واضح دلیل ہے کہ دعا عبادت ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی آیت تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ)) ''دعا کرنا افضل ترین عبادت ہے''۔

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) [1]

''دعا عین عبادت ہے''۔

الغرض ہر قسم کی عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات، نذر و نیاز اور دعا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے ہیں، وہی نفع ونقصان کا مالک ہے، مشکلات میں صرف اسی کو پکارنا اور اسی سے مدد طلب کرنی چاہیئے۔

③ توحید اسماء وصفات :

یعنی وہ اسماء حسنیٰ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیئے منتخب فرمائے ہیں اور جن جن صفاتِ کمال کے ساتھ اپنی ذاتِ بابرکات کو موصوف کیا، یا رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جو صفاتِ عُلیا بیان فرمائیں، ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ تمام نام اچھے اور تمام صفاتِ عالیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان میں یکتا وتنہا تسلیم کیا جائے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ باکمال کتاب اللہ اور حدیثِ پاک میں مذکورہ ہیں ان کی حقیقت کو اسی طرح تسلیم کیا جائے اور ہر قسم کی تأویل، تحریف، تعطیل، تمثیل اور تشبیہہ سے گریز کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[1] سنن اربعہ، ابن حبان، مسند احمد وأبو یعلیٰ، مستدرک حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ، الادب المفرد امام بخاری — صحیح الجامع الصغیر: 3407

﴿ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ﴾

(سورة الشورى : 11)

''اس (اللہ تعالیٰ) کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

نیز فرمایا:

﴿فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡأَمۡثَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾

(سورة النحل: 74)

''پس اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں مت بناؤ، اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق پر اور اسکی صفاتِ باکمال کو مخلوق کی صفات پر قیاس کرنا جائز نہیں، مثلاً یہ مثال دینا کہ بادشاہ سے ملنا ہو یا اس سے کوئی کام ہو تو کوئی براہِ راست بادشاہ سے نہیں مل سکتا، پہلے بادشاہ کے مقربین سے رابطہ کرنا پڑتا ہے تب جا کر بادشاہ تک رسائی ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی ذات بہت اونچی ہے اس تک پہنچنے اور اپنی بات پہنچانے کے لئے ہمیں کسی واسطے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی مثالیں بیان کرنے سے منع کر دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اسکی کمزور مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، مثلا بادشاہ جہاں تخت نشین ہے وہاں سے نہ اپنی پوری رعایا کو دیکھ سکتا ہے اور نہ بغیر ذریعہ کے ان کی بات کو سن سکتا ہے اور پھر اسے اپنی حفاظت کے لیئے محافظوں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے، اور ہر حال میں اور ہر جگہ اپنی مخلوق کو دیکھتا بھی ہے اور ہر کسی کی بات کو براہِ راست سنتا بھی ہے، اس لیئے اسکو مخلوق پر قیاس کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

''کلمہ طیّبہ'' کی شرائط

کلمۂ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیۓ جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے علمائے امت نے ان کو سات شرائط میں محصور کیا ہے:

① علم:

''کلمۂ طیّبہ'' کے معنی ومفہوم سے آگاہی اور نفی واثبات کے تقاضوں سے واقفیت حاصل کرنا اسکی بنیادی شرط ہے، کیونکہ کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی نظریہ قائم کرنے سے پہلے اس سے آگاہی اور واقفیت ہونا ضروری ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ﴾ (سورۂ محمد :19)

''اچھی طرح جان لو! کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں''۔

اس سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ کلمہ کے معانی ومطالب کو جاننا فرض وضروری ہے۔

② یقین:

یقین شک کی ضد ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا پڑھنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ صفاتِ الوہیت کا حق دار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کسی دوسرے میں ان صفات کا پایا جانا ناممکن اور محال ہے اور کلمہ کے تقاضوں پر ایسا یقینِ جازم ہو جو شک کے منافی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ ﴾ (سورة الحجرات : 15)

''مؤمن وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک وشبہ نہیں کرتے اور اپنے مال اور جان کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچّے ہیں''۔

③ اخلاص:

''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـه'' کا پڑھنے والا جس طرح اللہ کی الوہیت کا اقرار کرتا ہے، اسی طرح غیر اللہ سے براءت کا اظہار بھی کرے، اسی لیئے ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه'' کو کلمۂ اخلاص کہا جاتا ہے اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أحد﴾ کو سورۃ الاخلاص اسی لیئے کہتے ہیں کہ اس میں خالص اللہ کی توحید کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیئے ہر قسم کے رشتے، شریک اور ہمسر کی نفی کی گئی ہے، لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرنے والا ہے لیکن فلاں بھی کچھ کم نہیں، یہ اخلاص کے منافی ہے۔

④ صدق:

صدق، یہ کذب یعنی جھوٹ کی ضد ہے یعنی کلمہ گو صدقِ دل سے اسکا اقرار کرے، صرف زبانی اقرار کام نہیں آئے گا، جیسا کہ اللہ نے منافقین کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ زبان سے تو کلمہ پڑھتے تھے لیکن انکے دل اسکی تصدیق نہیں کرتے تھے ارشاد ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰـهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورة البقرة :8)

''بعض لوگ کہتے تو ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے حالانکہ درحقیقت وہ مؤمن نہیں ہیں''۔

اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقاً مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) [1]

[1] بخاری : كتاب العلم

''جو شخص سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کردے گا''۔

⑤ محبت:

مرغوب اور پسندیدہ چیز کی طرف طبیعت کے میلان کو محبت کہتے ہیں اور یہ نفرت کی ضد ہے، اور یہاں محبت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو کلمۂ توحید اور اس کے تقاضوں سے محبت اور الفت ہو اور اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز سے حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ ہو اور اسی طرح اسے ان مؤمنوں سے محبت ہو جو ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه'' پر کاربند اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اور ان لوگوں سے دل میں نفرت ہو جو اسکے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے، کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت ہوگی وہ لازماً اللہ کے دین سے محبت کرے گا اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے گا اور شرک اور مشرکانہ عقائد واعمال سے نفرت کرے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ﴾ (سورة البقرة 165)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر ان سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے، اور ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں''۔

حضرت ابورزین العقیلی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نبیٔ اکرم ﷺ سے دریافت کیا:

((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا الْإِيْمَانُ ؟ فَقَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِمَّا سِوَاهُمَا)) [1]

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اسکے رسول تیرے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہو جائیں''۔

⑥ انقیاد و تابعداری:

انقیاد، خضوع، تابعداری اور سرِ تسلیم خم کردینے کو کہتے ہیں، اور یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـه'' اور اس کے تقاضوں کا ظاہری و باطنی طور پر تابع ہو جائے اور یہ اس وقت ہوگا جب انسان اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض پر عمل پیرا ہو اور اسکی حرام کردہ چیزوں کو ترک کردے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَأَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ (سورة الزمر: 54)

''اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جاسکے''۔

⑦ قبول:

قبول کا مطلب ہے کسی چیز کو دل کی خوشی سے لے لینا اور یہاں اس سے مراد ہے کلمہ توحید اور اسکے تقاضوں کو بسر و چشم قبول کر لینا، ان میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرنا اور اس کے مقصود و مراد پر عمل پیرا ہونے کو خود پر جبر یا زبردستی نہ سمجھنا بلکہ بتسلیم و رضا قبول کرنا۔

[1] مسند أحمد

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ أَإِنَّا لَتَارِكُوْا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ (سورة الصافّات : 35-37)

"بلاشبہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اس شاعر اور دیوانے کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ حالانکہ (ہمارا نبی) حق لیکر آیا تھا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی تھی"۔

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی اس کلمہ کو قبول کرنے میں تکبر کیا کرتے ہیں اور اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ رسولوں کی اتباع کریں۔"[1]

[1] أضواء البيان :6/685

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مفہوم، شرائط اور تقاضے

خالقِ کائنات نے عہدِ أَلَسْــــت کی یاد دہانی اور اہلِ جہان کی رُشد و ہدایت کے لیۓ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، جیسا کہ مسند احمد میں ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد سے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، جن میں سے رُسلِ عظام تین سو پندرہ کی تعداد میں، ایک بہت بڑی جماعت ہے''۔

قرآن وحدیث میں ان برگزیدہ شخصیات میں سے بعض کا ذکرِ خیر مذکور ہے اور بہت سے انبیاء ورسل علیہم السلام کے اسمائے گرامی مذکور نہیں ہیں اور وہ اللہ جل شانہ کے علم میں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ﴾ (سورة غافر : 78)

''یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسلِ عظام کو مبعوث کیا، جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے آپ کے سامنے کیا ہے اور بعض کا نہیں کیا''۔

قرآن کریم میں ۲۵ انبیاء ورسل علیہم السلام کے اسمائے گرامی مذکور ہوئے ہیں، ان میں سے 18 انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی سورۃ الأنعام کی آیت نمبر 83 تا 86 میں مذکور ہیں (یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، عیسیٰ، یحییٰ، الیاس، اسماعیل، یسع، یونس، لوط علیہم السلام) اور سات انبیاء ورسل (سید الأنبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت آدم، حضرت صالح، حضرت ھود، حضرت شعیب، حضرت ادریس، حضرت ذو

الکفل علیہم السلام) کے اسمائے گرامی مختلف مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔اور جمہور کی رائے کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام بھی اللہ کے نبی ہیں اور دو انبیاء علیہما السلام کا ذکر حدیثِ پاک میں موجود ہے: حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام۔

انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے،اس لیئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کو بنی نوعِ انسان میں سے ہی مبعوث فرمایا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ النحل : 43)

''ہم نے آپ سے قبل بھی صرف مردوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا،جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے،پس اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے دریافت کرلیا کرو''۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی اعلان کروایا:

﴿ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾

(سورۃ بنی اسرائیل : 93)

''فرمادیجئے!پاک ہے میرا رب!میں تو صرف ایک رسول بنا کر بھیجا ہوا انسان ہوں''۔

سورۃ الکہف میں فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ ﴾ (سورۃ الکھف :110)

''فرمادیجئے!میں تو آپ کی ہی طرح بشرے ہوں،میری طرف وحی کی جاتی ہے''۔

یعنی آپ جنسِ انسانی سے ہیں لیکن وحی کے ذریعے آپ کو باکمال بنادیا گیا ہے،لہٰذا آپ سید البشر اور امام الأنبیاء ہیں۔

اور اس لیئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بنی نوعِ انسان کے لیئے اسوہ اور قابلِ

اتباع و پیروی بنا کر بھیجا ہے، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ان میں مبعوث نبی یا رسول ان کی جنس سے ہو اور اسے انسانی حوائج و عوارض درپیش ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب قریشِ مکہ نے آپ ﷺ کی بشریت کی بنا پر آپ کی نبوت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَآئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴾ (سورة بنی اسرائيل : 95)

''فرمادیجئے! اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے اور آرام کرتے (یعنی بستے) تو ہم ان کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے''۔

نیز نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے امت کے لیۓ بہترین نمونہ قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الممتحنة : 6)

''بے شک رسول اللہ کی سیرتِ طیبہ میں آپ کے لیۓ بہترین نمونہ ہے''۔

اور اسوہ کامل ہونے کا تقاضا ہے کہ آپ اشرف المخلوقات بنی نوعِ انسان سے ہوں اور بشریت کی سیادت کے مقامِ اعلیٰ و ارفع پر فائز ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا انبیاء و رسل علیہم السلام کو بنی نوعِ انسان میں سے مبعوث کرنا انسانیت کے لیۓ بہت بڑا اعزاز اور شرف ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم بھی ہے۔

نسبِ مبارک:

تمام انبیائے کرام اور رسلِ عظام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں حسب و نسب، شکل و صورت، سیرت و کردار اور عقل و فہم کے اعتبار سے تمام لوگوں سے اکمل اور افضل و ممتاز ہوتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

حضرت واثلۃ بن الأسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا

اور اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ قبیلے کو منتخب فرمایا، اور کنانہ میں سے قریش کو پسند کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو فوقیت عطا کی اور بنو ہاشم میں سے مجھے فضیلت بخشی ہے"۔ [1]

اسی طرح جب شاہِ روم ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ونسب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا تھا:

((هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ)) "وہ ہم میں اعلیٰ حسب ونسب والے ہیں"۔

تو ہرقل نے کہا تھا:

((كَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا)) [2]

"ایسے ہی پیغمبرانِ عظام علیہم السلام اپنی قوموں میں عالی نسب ہوتے ہیں"۔

نسب نامہ:

کتبِ سیر وتاریخ میں سید البشر، امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبِ مبارک یوں مذکور ہے:

"امام الأنبیاء سیدنا ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور عدنان تک کے نسب نامہ پر تمام مورخین و ماہرینِ نسب کا اتفاق ہے اور اس سے آگے حضرت آدم علیہ السلام تک کئی جگہوں پر اختلاف ہے۔

والدہ ماجدہ:

سیدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ۔ اور اس سے آگے والدہ کا نسب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ملتا ہے۔

---

[1] رواہ مسلم

[2] البدایة والنھایة لا بن کثیر: 264/4

ولادتِ باسعادت:

اس پر اتفاق ہے کہ نبیٔ رحمت ﷺ کی عالمِ دنیا میں تشریف آوری عام الفیل کو حادثۂ فیل کے ۵۵ روز بعد پیر کے روز ہوئی، لیکن تاریخ کی تحدید میں اختلاف ہے، بعض نے ۲، بعض نے ۸، بعض نے ۹، اور بعض نے ۱۲/ربیع الأول ذکر کی ہے۔ لیکن مشہور ماہر فلکیات محمود پاشا فلکی، علامہ قاضی سید محمد سلیمان منصور پوری اور دیگر محققین نے ۹/ربیع الأول کو ترجیح دی ہے، لہٰذا ہمارے نبیٔ اکرم ﷺ موسمِ بہار میں دوشنبہ سوموار کے دن ۹/ربیع الأول عام الفیل بمطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظّمہ میں بعد از صبحِ صادق وقبل از طلوعِ نیّرِ عالم تاب پیدا ہوئے۔ [1]

آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت شعبِ بنی ہاشم میں ہوئی اور یہ انوشیروان کی تخت نشینی کا چالیسواں سال تھا۔ [2]

سیرتِ طیبہ:

سیرت سے مراد کسی شخص کی شکل وصورت اور اس کے افعال وکردار ہوتے ہیں، بعد میں یہ لفظ مذہب اور طرزِ زندگی کے لیئے مستعمل ہوا، لہٰذا ''سیرۃ النبی ﷺ'' سے مراد آپ ﷺ کا حسن وجمال، اخلاقِ حمیدہ، خصالِ جمیلہ اور منہجِ حیاتِ طیبہ ہے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ اپنی رعنائی وزیبائی اور حسنِ صورت میں بھی پوری مخلوق میں بے مثال اور حُسنِ سیرت وکردار میں بھی لاجواب ہیں۔

حلیۂ مبارکہ:

شاعرِ اسلام حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمالِ رسولِ مقبول ﷺ کی خوب نقشہ کشی فرمائی ہے:

---

[1] رحمة للعالمين: 35 [2] الرحيق المختوم: 83

وَأَحُسَنَ مِنکَ لَمُ تَرَ قَطُّ عَيُنٌ   وَأَجُمَلَ مِنکَ لَمُ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقُتَ مُبَرَّءً ا مِنُ كُلِّ عَيُبٍ   كَأَنَّکَ قَدُ خُلِقُتَ كَمَا تَشَاءُ

"(اے محبوبِ کائنات ﷺ!) آپ سے بڑھ کر خوبرو انسان چشمِ کائنات نے کبھی نہیں دیکھا، اور آپ سے بڑھ کر خوبرو بیٹے کو کسی ماں نے جنم نہیں دیا، آپ کو عیوب ونقائص سے یوں مبرّا پیدا کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ کی تخلیق خالقِ کائنات نے آپ کی چاہت کے مطابق کی ہو"۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ گورے رنگ، پُر ملاحت چہرے اور میانہ قد وقامت والے تھے۔ [1]

اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا اور نہ ہی بالکل پست تھا بلکہ درازی مائل میانہ قد تھا، موئے مبارک نہ بہت زیادہ گھنگھریالے نہ بالکل کھڑے کھڑے، رُخسار مبارک نہ بہت زیادہ پُر گوشت نہ ٹھوڑی چھوٹی اور نہ پیشانی پست، چہرہ انور کسی قدر گولائی لیئے ہوئے، رنگ گورا گلابی، چشمہائے مبارکہ سرمگین ہلکی سُرخی لیئے ہوئے، دراز پلکیں، جوڑوں اور دوشہائے مبارکہ کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینۂ پاک سے ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، باقی جسمِ اطہر بالوں سے خالی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں پر گوشت، چلتے تو گویا ڈھلوان پر چل رہے ہوں، جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے، آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، آپ ﷺ خاتم النبین تھے، سب سے زیادہ سخی دست اور بہادر، صادق وامین اور پیکرِ وفا تھے، نرم خو اور خوش مزاج تھے، شرفِ زیارت حاصل کرنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا ہے۔ [2]

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا دہنِ مبارک کشادہ، آنکھیں ہلکی سُرخی لیئے ہوئے اور ایڑیاں باریک تھیں۔ [3]

[1] مسلم   [2] ترمذی   [3] مسلم

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دونوں دانت الگ الگ تھے، جب گفتگو فرماتے تو ان کے درمیان سے جیسا کہ نور نکل رہا ہو۔ [۱]

اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے، پسینہ آیا تو چہرہ انور کی دھاریاں چمک اٹھیں، امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس وقت ابو کبیر ہذلی کا یہ شعر پڑھا:

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

''جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھو تو وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہو''۔ [۲]

فضائلِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ رب العزت نے انبیاء ورسلِ عظام علیہم السلام کو منصبِ نبوت ورسالت سے سرفراز فرما کر بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ (البقرة : 253)

''ہم نے ان (باعظمت) رسولانِ گرامی میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے''۔

اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾

(سورة الإسراء : 55)

''ہم نے بعض انبیائے کرام کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عطا کی ہے''۔

اور خاتم النبیین، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پیغمبرانِ گرامی قدر پر فوقیت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ میثاقِ انبیاء علیہم السلام، معراج شریف کے موقعہ پر تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت، اور روزِ محشر

[۱] ترمذی [۲] الرحیق المختوم : 646

شفاعت کبریٰ سے ظاہر ہے، اوراسی طرح آپ ﷺ کی فضیلت سے متعلق بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے چند ایک کا بالاختصار تذکرہ کیا جاتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے چھ چیزوں کے ساتھ باقی انبیاء پرفضیلت عطا کی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا کیئے گئے ، اور دشمن پر رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ، میرے لیئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے، میرے لیئے زمین کومسجد (اوراس کی مٹی تیمّم کے لیئے) پاکیزہ قرار دی گئی ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہےاور مجھ پرانبیاء علیہم السلام کا سلسلۂ مبارکہ ختم کردیا گیا ہے''۔ [1]

یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ ظلّی نہ بروزی۔اور جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں قیامت کے روز تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا،سب سے پہلے میری قبرشق ہوگی، اور میں ہی سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہونگا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔ [2]

اورحضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے بیان فرمایا:

''قیامت کے دن میں انبیاء علیہم السلام کا امام وخطیب اوران میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہونگا، یہ فخر کی بات نہیں (بلکہ اللہ کا فضل ہے)''۔ [3]

اورحضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہونگا، اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، اور آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں

[1] مسلم [2] مسلم [3] ترمذی

گے، اور سب سے پہلے مجھ پر سے زمین شق ہوگی، میں ان چیزوں پر فخر نہیں کرتا"۔ (بلکہ اللہ کا شکر گذار ہوں)[1]

اور جہاں تک کردار کی عظمت اور حسنِ سیرت کا تعلق ہے تو اسکا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب اپنی دعوت کا آغاز فرمایا تو اپنی پوری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (یونس : 16)

"میں نے تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ (چالیس سال) گذارا ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟"۔

تو سب نے بیک زبان کہا تھا:

(مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كِذْبًا)[2]

"آپ صادق ہیں ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا"۔

اور مخالفین بھی آپ ﷺ کو "الصادق" اور "الأمین" کے لقب سے یاد کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (سورۃ القلم : 4)

"آپ خلقِ عظیم کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﴾ (سورۃ الأنبیاء : 107)

"ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لیئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

ایک اور مقام پر تو نبیٔ اکرم ﷺ کی عزت افزائی میں اللہ تعالیٰ نے حد کردی ہے،

[1] ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان – سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۱۵۷۱

[2] صحیح البخاری مع الفتح : ۳۶۰/۸

اور ارشاد فرمایا:

﴿ لَعَمْرُکَ ﴾ (سورۃ الحجر :72)

''(اے میرے حبیب!) مجھے آپ کی عمر مبارک کی قسم''۔

یعنی اس شخص کی سیرت و کردار سے اعلیٰ سیرت کس کی ہو سکتی ہے جس کی پوری عمر پاک کی قسم خود خالقِ کائنات اٹھائے، اسی لیئے جب امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپکی سیرتِ طیبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمانے لگیں:

((کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن))[1]

''پورا قرآنِ کریم آپکی سیرت طیبہ کا حسین پرتو ہے''۔

گویا اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال اور اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں جمع فرمادی تھیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ صَالِحَ الْأَخْلَاق))[2]

''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیئے بھیجا گیا ہے''۔

حُبُّ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم:

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مخلوقات حتیٰ کہ اپنے جسم و جان سے بھی زیادہ محبت کرنا ایمان کا جزو لازم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

[1] تفسیر إبن کثیر: 425/4

[2] مؤطا، الادب المفرد امام بخاری، مستدرک حاکم، شعب الایمان بیهقی، صحیح الجامع: 2349

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَأْتِیَ اللّٰہُ بِأَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ﴾

(سورۃ التوبۃ: 24)

"(اے میرے حبیب!) فرمادیجئے! اگر تمہارے آباء واجداد، اولاد واحفاد، برادران، بیویاں، قبیلہ وخاندان، اور کمایا ہوا مال ومنال اور تجارتی کاروبار جس میں تمہیں نقصان کا اندیشہ ہے، اور تمہارے پسندیدہ قصور ومحلات تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں، تو پھر حکمِ الٰہی (عذاب) کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"یہ آیتِ کریمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم ﷺ سے محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اور یہ محبت ہر عزیز اور پیاری چیز کی محبت پر مقدم ہے"۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))[2]

"کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اہل وعیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں"۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب وپیارے ہیں"۔

[1] تفسیر القرطبی [2] مسلم

تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ ! حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ))

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : " فَأَنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ " فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اَلْآنَ یَا عُمَرُ)) [1]

"(آپ ﷺ نے فرمایا) ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، حتیٰ کہ میں آپ کے نزدیک آپ کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں (تب تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں، تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! یہ ہے (ایمان کی) اصل حقیقت"۔

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نبیٔ اکرم ﷺ کے اس فرمان ((اَلْآنَ یَا عُمَرُ)) کی تشریح میں لکھتے ہیں: "اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا ایمان اب مکمل ہوا ہے"۔ [2]

نبیٔ اکرم ﷺ سے محبت کی علامتیں:

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب نے چند علامات کا تذکرہ کیا ہے:

① نبیٔ اکرم ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا۔

② نبیٔ اکرم ﷺ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب۔

③ نبیٔ اکرم ﷺ پر جان و مال نچھاور کرنے کے لیئے ہمہ وقت کامل استعداد۔

④ نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت کی حمایت و تائید اور آپ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع۔ جس شخص میں یہ نشانیاں موجود ہوں وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں اپنے حبیب ﷺ کی محبت ڈالی ہے۔ [3]

---

[1] بخاری [2] عمدة القاری

[3] نبیٔ اکرم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں: ص 24

اسی طرح آپکی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تکریم، آپکے اہلِ بیتِ کرام اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامتیں ہیں۔ (1)

اطاعت اور اتباع:

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رُشد و ہدایت کے لیئے انبیائے کرام اور رُسلِ عظام علیہم السلام کو مبعوث کیا، ان کی بعثت کا مقصد اور غرض و غایت یہ تھی کہ اہلِ جہاں ان کے ارشادات اور نواہی کی تعمیل اور ان کی سنتوں اور طریقوں کی اتباع و پیروی کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ﴾ (النساء : 64)

''ہم نے تمام رسولوں کو صرف اسلیئے مبعوث کیا کہ اللہ کے حکم سے انکی اتباع کی جائے''۔

اور چونکہ انبیاء اور رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیغامبر اور احکامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچانے والے ہوتے ہیں، اس لیئے ان کی فرمانبرداری دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَن يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (سورۃ النساء : 80)

''جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی''۔

اس لیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿ وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ يُّوۡحٰى﴾ (النجم : 4-3)

''آپ (نبی) اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے''۔

آیاتِ مذکورہ سے واضح ہے کہ امت پر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری

(1) اس موضوع پر ہماری تفصیلی کتاب ''حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخِ رسول کی سزا'' اب طباعت کے لیئے تیار ہے جبکہ یہ پہلے سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ اور روزنامہ اردو نیوز جدہ سے نشر ہو چکی ہے۔ وللہ الحمد۔ (ابو عدنان)

فرض ہے۔اور آپ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی اور سنتِ مطہرہ کی مخالفت حرام ہے۔ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (سورۃ النور :63)

''اس (رسول) کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے''۔

جبکہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى،قِيْلَ وَمَنْ يَّأْبٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى)) [1]

'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا''

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا:''جس نے میری پیروی کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے گویا انکار کیا''۔

❁ آپ ﷺ کی اطاعت رُشد و ہدایت کا واحد ذریعہ ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ﴾ (سورۃ النور : 54)

''اگر ان (نبی) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے''۔

❁ آپ ﷺ کی اطاعت و پیروی ہی محبتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سورۃ آلِ عمران : 31)

[1] بخاری

"(اے نبی) فرمادیجئے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

۞ آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری قبولیتِ اعمال کے لیئے شرط ہے، ارشاد ہے:

﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾ (سورة محمد : 33)

"اے اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو"۔

یعنی عمل میں اخلاص کے ساتھ ساتھ نبیٔ اکرم ﷺ کی اطاعت وپیروی شرط ولازم ہے۔ اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

مذکورہ نصوص سے واضح ہے کہ ایک نبیٔ اکرم ﷺ کا طریقہ اور طرزِ عمل ہی ہے جسکو اختیار کرنا فرض ہے اور اسکے مقابلے میں ایک وہ طریقہ ہے جو مردود ہے، آپ ﷺ کے طریقے کو "سنت" اور جو کام دین میں نیا ایجاد کیا جائے اسے "بدعت" کہا جاتا ہے۔

سنتِ رسول ﷺ کا مفہوم:

نبی کریم ﷺ سے بسندِ صحیح ثابت شدہ اقوال وافعال اور تقریرات کو "سنت" یا "حدیث" کہا جاتا ہے، یعنی آپ ﷺ نے امت کو جو کام کرنے کا حکم دیا، یا منع کیا، یا جو کام امت کو عملی طور پر کر دکھائے یا جو کام آپ ﷺ کی موجودگی میں کیئے گئے اور آپ ﷺ نے ان

[1] بخاری ومسلم

پر خاموشی اختیار کی اور منع نہیں کیا (تقریرات) ''سنت'' یا ''احادیث'' کہلاتی ہیں۔

بدعت کا تعارف [1]:

دین اسلام میں ایجاد کردہ ہر وہ نیا کام جسکی اصل نبیٔ اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو بدعت کہلاتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [2]

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں ہے تو وہ مردود اور نا قابلِ قبول ہے''۔

مثلاً آذان سے پہلے کچھ (درود وسلا وغیرہ) پڑھنا، کیونکہ آذان نبیٔ پاک ﷺ کے زمانہ میں بھی دی جاتی تھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ''اللّٰہُ أَكْبَرُ '' سے آذان شروع کرتے تھے، اب اپنی طرف سے اضافہ کرنا خلافِ سنت ہوگا، اسی طرح نماز کے لیۓ زبان سے بول کر نیت بھی نبیٔ اکرم ﷺ اور آپکے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اور اسی طرح تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں، اور گیارہویں وغیرہ بھی ہیں۔

اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

((فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِيْ النَّارِ)) [3]

''بلا شبہ دین میں ایجاد شدہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی انسان کو آگ میں لے جائیگی''۔ العیاذ باللہ۔

مذکورہ حدیثِ پاک نصِ صریح ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے، لہٰذا جس حدیثِ پاک

[1] اسی عنوان پر ''چند بدعات اور انکا تعارف'' کے نام سے علاّمہ سعید بن عزیز یوسف زئی ؒ کی مفصل کتاب ہم نے ایڈٹ کر کے توحید پبلیکیشنز، بنگلور کی طرف سے شائع کی ہے۔ (ابوعدنان)

[2] بخاری ومسلم [3] ابوداؤد، ترمذی، نسائی

سے استدلال کر کے بدعتِ حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کی جاتی ہے وہ استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ ایک تو وہ کام نبیٔ پاک ﷺ کی موجودگی میں ہوا یعنی صدقہ دینے کا اور دوسرا اس کا حکم پہلے موجود تھا وہ کوئی نیا کام نہیں تھا۔

اور دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب تراویح کا باجماعت اہتمام کروایا تو اس وقت ان کا یہ فرمان:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ))

یہاں یہ لفظ اس کے لغوی معنیٰ میں مستعمل ہوا، یعنی آپ نے تراویح کا باجماعت اہتمام اپنی طرف سے نہیں کیا تھا بلکہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں ایسا ہو چکا تھا تو اس کی اصل موجود تھی آپ نے تو ایک ثابت شدہ سنت کا احیاء کیا تھا لہٰذا اس سے بدعتِ حسنہ کے لیئے راہ نکالنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا دینی امور میں جو کام نبیٔ اکرم ﷺ نے کیا یا حکم دیا یا آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوا اور آپ ﷺ نے سکوت فرمایا، اسے کرنا سنت ہے اور جسے آپ ﷺ نے ترک کیا ہے اسے چھوڑنا سنت ہے، شریعت کے کاموں میں کرنے کی دلیل طلب کی جاتی ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ اگر کیا نہیں تو منع کہاں کیا ہے؟ کیونکہ یہ اتباع کے مفہوم کے منافی ہے اور اسی طرح عادات مثلاً لباس اور سواری وغیرہ کو عبادات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ حدیث پاک واضح ہے ((أمرنا)) یعنی امر دین۔ اور اسی طرح جس کام پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو جائے وہ بھی سنت کے ضمن میں آتا ہے، کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)) [1]

''تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے''۔

لہٰذا ہمارے لیئے واجب الإتباع نبیٔ اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے، اسی لیئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مسند احمد–صحیح الجامع: 2549

(لَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ) [۱]

''اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے''۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(مَا کُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ) [۲]

''میں کسی شخص کے قول پر نبی ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا''۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إذا قلت قولا يخالف كتاب الله وخبر الرسول ﷺ فاتركوا قولي)) [۳]

''اگر میرا کوئی قول ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول ﷺ کی حدیث کے خلاف ہو تو میرے قول کو ترک کر دو''۔

نیز فرمایا:

(إذا صحّ الحديث فهو مذهبى) [۴]

''صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے''۔

یعنی جب آپ کو صحیح حدیث مل جائے تو اس کو میرا مذہب سمجھو۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(إنّما أنا بشر أخطي وأصيب ، فانظروا فى رأيي ، فكلّ ما وافق الكتاب والسنّة فخذوه ، وكلّ مالم يوافق الكتاب والسنّة فاتركوه) [۵]

---

[۱] صحیح مسلم

[۲] صحیح بخاری

[۳] صفة الصلٰوة للالبانی: بحواله " الإيقاظ "

[۴] صفة الصلٰوة : بحواله إبن عابدين

[۵] صفة الصلٰوة : بحواله إبن عبد البر

''میں بشر ہوں، میری بات صحیح ہو سکتی ہے اور غلط بھی، لہٰذا میرے اقوال کو دیکھو، ان میں جو اللہ کی کتاب اور نبیٔ پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق ہو اُسے پکڑ لو، اور جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو''۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(کلّ ما قلت فکان عن النبی ﷺ خلاف قولی مما یصح فحدیث النبی ﷺ أولی فلا تقلدونی)[1]

''میرے جتنے اقوال ہیں اگر ان کے خلاف نبیٔ اکرم ﷺ کی صحیح حدیث مل جائے تو حدیثِ نبوی ﷺ کی پیروی اختیار کرو اور میری تقلید نہ کرو''۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(رأی الأوزاعی ورأی مالک ورأی أبی حنیفة کلّها رأی وهو عندی سواء وإنّما الحجّة فی الآثار)[2]

''امام اوزاعی ؒ، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ سب کی رائے ان کی اپنی رائے ہے، میرے نزدیک سب آراء برابر ہیں، قابلِ حجت صرف اور صرف احادیثِ مبارکہ ہیں''۔

اسی لیئے نبیٔ اکرم ﷺ نے امت کو یہی درس دیا ہے جو کہ ان برگزیدہ شخصیات رحمۃ اللہ علیہم نے ہم تک پہنچایا آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ..))[3]

''میں آپ میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے، وہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری

---

[1] صفة الصلوٰة [2] صفة الصلوٰة : بحواله إبن عبد البر

[3] مستدرک حاکم—صحیح الجامع: 2937، الصحیحه: 1761، مشکوٰة: 186

سنت (حدیث) ہے"۔

لہٰذا کلمہ گو مومن کو ہر عمل کرنے سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ اس عمل میں نبیٔ اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور طرزِ عمل کیا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے، مثلاً وضو کرنے سے پہلے جاننا ضروری ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ اور نماز پڑھنے سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ احادیثِ صحیحہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز کیا ہے؟ تاکہ اس کے مطابق نماز ادا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرے، کیونکہ آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ سے ہٹ کر کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں۔ وعلی ھٰذا لقیاس .

وفات النبی ﷺ:

رحمتِ عالم ﷺ نے تبلیغِ نبوت ورسالت کے ۲۳ سالہ دور میں دنیا میں وہ فقید المثال اور عظیم الشان انقلاب بپا کیا کہ تاریخِ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قانونِ الٰہی:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

"ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے"۔

کے مطابق آپ ﷺ بھی اپنے فرائض کی نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دہی کے بعد بالآخر ۱۲/ربیع الأول ۱۱ھ بروزِ سوموار چاشت کے وقت دنیا سے رخصت ہو کر رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک ۶۳ سال اور چار دن ہو چکی تھی اور مدینہ طیبہ میں امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں مدفون ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ثابت ہوا:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ﴾

"(اے میرے حبیب!) آپ بھی اس جہانِ فانی سے رخصت ہونے ۔۔۔۔۔۔ والے ہیں اور یہ بھی موت کا شکار ہونے والے ہیں"۔

آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، لیکن آپ ﷺ کی نبوت ورسالت قیامت تک کیلئے جاری وساری ہے، آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی آپ ﷺ کی امت کے بعد کوئی نئی امت آئے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً   اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

نبیٔ اکرم ﷺ پر درود[1]:

نبیٔ اکرم ﷺ کی امت پر شفقتیں اور دین کے لیۓ جدوجہد اور امت کی بخشش کے لیۓ محنت وکاوش کا تقاضا یہ ہے کہ امت آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر بکثرت درود وسلام بھیجے، آپ ﷺ پر درود وسلام نہ بھیجنے والا بخیل اور جنت سے دور ہے۔[2]

آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں حاصل ہوتی، انسان کے دس گناہ معاف ہوتے اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔[1]

اور کوئی مومن وموحد جس قدر زیادہ درود پڑھے گا اسی قدر آپکی شفاعت کا مستحق ہوگا۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ))

[1] ''درود وشریف: برکات وفضائل اور احکام ومسائل'' کے نام سے پونے دوسو صفحات کی ہماری کتاب نورِ اسلام اکیڈمی لاہور سے الحمدللہ شائع ہوچکی ہے۔(ابوعدنان)

[2] بخاری، ترمذی [3] صحیح الأدب المفرد امام بخاری، نسائی، ابن حبان، مسند احمد، مستدرک حاکم — صحیح الجامع: 6359، مشکوٰۃ: 922

دوسرا رکن: نماز

پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز

ترتیب: شیخ عبدالخالق محمد صادق

آدابِ وضو:

نماز کیلئے وضو شرط ہے، بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (سورة المائدة:6)

''اے ایمان والو: جب تم نماز پڑھنا چاہو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے، سر کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو''۔

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اگر کسی کا وضو نہ رہے تو جب تک وہ وضو نہ کرلے اسکی نماز قبول نہیں ہوتی''۔[1]

فضائلِ وضو:

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی مومن یا مسلمان وضو کرتے ہوئے اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے تمام صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیئے ہوتے ہیں، اور جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے ہونے والے گناہ پانی کے ساتھ ہی یا آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، اور جب پاؤں

[1] متفق علیه

دھوتا ہے تو پاؤں کے ساتھ سرزد ہونے والے صغیرہ گناہ، جن کے لیئے وہ چل کر گیا ہو، پانی کے ساتھ یا پانی کا آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ صغیرہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے''۔ [۱]

۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے روز میری امت کو بلایا جائے گا تو انکے وضو والے اعضاء چمکتے ہونگے''۔ [۲]

وضو کا طریقہ:

وضو کیلئے پانی کا طاہر اور مطہر ہونا ضروری ہے، یعنی وہ پانی پاک ہو اور دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، جیسا کہ عام پانی خواہ وہ ٹیوب ویل، نلکے یا نہر کا ہو اور سمندر کا پانی وغیرہ، کیونکہ یہ ماء مطلق ہے اور اس میں دونوں صلاحیتیں موجود ہیں۔ لیکن دودھ، شربت، لسّی، نبیذ وغیرہ کے ساتھ وضو نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ خود تو پاک ہیں لیکن ان میں کسی دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت موجود نہیں۔

① مسواک کرنا:

وضو سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے، یہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ہے۔

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں اپنی امت کیلئے مشکل نہ جانتا تو انہیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا''۔ [۳]

۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسواک منہ کی صفائی اور اللہ کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ ہے''۔ [۴]

---

[۱] مسلم [۲] متفق علیہ [۳] بخاری

[۴] نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزیمہ، بیہقی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند شافعی، دارمی — صحیح الجامع: 3695، مشکوٰۃ: 381

②نیّت کرنا:

وضو سے پہلے دل میں وضو کی نیت کرنی چاہیئے ، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔ [1]

③تسمیہ:

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضو نہیں ہے''۔ [2]

نوٹ:

اگر ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لینے سے وضو صحیح ہوگا، اگر وضو کی جگہ باتھ روم کے اندر ہو تو داخل ہونے سے پہلے وضو کی نیت سے بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہوگا۔

④دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک تین مرتبہ دھوئیں۔

⑤دائیں ہاتھ میں پانی لیکر تین مرتبہ کلی کریں اور تین مرتبہ ہی ناک میں اچھی طرح پانی چڑھائیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں۔

⑥ تین مرتبہ چہرے کو پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان سے بائیں کان تک دھوئیں اور داڑھی کا خلال کریں۔

⑦دایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں اور پھر بایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں۔

⑧پھر ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے سر کا مسح کریں (دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصہ سے شروع

[1] بخاری ومسلم [2] ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے . صحیح الجامع: 7573، مشکوۃ: 404

کر کے پیچھے گدی تک لے جائیں اور پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا)

⑨ پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کریں اور ان سے کانوں کے اندر والے حصے کا مسح کریں اور انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کی پشت (یعنی باہر والے حصہ) کا مسح کریں۔

وضاحت:

① سر اور کانوں کا مسح ایک ہی بار کیا جائے گا۔

② کانوں کے مسح کے لیۓ نیا پانی لینا ضروری نہیں ہے کیونکہ کان سر ہی کا حصہ ہیں۔ [1]

③ گردن کا مسح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اس بارے میں جو روایت مشہور ہے اس کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

⑩ پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئیں اور انگلیوں کا خلال کریں۔ [2]

وضو کے بعد کی دعائیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر یہ دعا پڑھے تو اسکے لیۓ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے"۔

((اَشْهَـدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) [3]

[1] ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجه، دارقطنی—صحیح الجامع: 2765، سلسلة الاحاديث الصحيحه: 36 [2] بخاری ومسلم

[3] مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجه، ابن خزيمه، ابن حبان، بيهقی، ابن ابی شيبه.

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں“۔

اور اسی طرح یہ دعا بھی پڑھنی چاہیئے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ)) [1]

”اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں میں سے کردے“۔

نوٹ:

① وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف منہ اٹھانا اور انگلی کا اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

② اسی طرح ہر عضو کو دھوتے وقت مخصوص دعائیں پڑھنا بھی نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔

③ یاد رہے کہ اگر کسی کا وضو نہ ٹوٹے تو وہ ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرسکتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور موزوں پر بھی مسح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج آپ نے وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا“۔ [2] تاکہ آپ کو اس کا جواز معلوم ہو سکے۔

④ وضو یا غسل کے بعد تولیہ یا اور کسی چیز سے جسم خشک کرنا جائز ہے۔ [3]

نواقضِ وضو:

ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

① سبیلین یعنی قُبل و دُبر سے کسی چیز کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً بول

[1] ترمذی: 55 — [2] مسلم — [3] ترمذی

وبراز، منی مذی، ودی اور ہوا وغیرہ۔

② گہری نیند، یعنی ایسی نیند جس میں انسان کا اپنے اعضاء پر کنٹرول اور اختیار نہ رہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دونوں آنکھیں دُبر کا تسمہ ہیں، پس جو آدمی سو جائے اسے چاہیئے کہ دوبارہ وضو کرے''۔ [1]

لیکن اگر نیند گہری یا ثقیل نہ ہو مثلاً نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگ جاتے اور پھر اسی طرح نماز ادا کر لیتے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ [2]

③ جنون، بے ہوشی یا نشے کی حالت میں وضو باقی نہیں رہتا۔

④ کپڑے کے بغیر شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو اسے وضو کرنا چاہیئے''۔ [3]

⑤ اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی وضوء کرنا ضروری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

''کیا ہم بکری کا گوشت کھانے سے وضو کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہیں تو کر لیں اور چاہیں تو نہ کریں'' پھر صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے؟ تو فرمایا: ''وضو کریں''۔ [4]

⑥ حیض، نفاس، استحاضہ اور لیکوریا سے بھی وضوء ختم ہو جاتا ہے۔

---

[1] ابو داؤد، ابن ماجه، مسند احمد–صحیح الجامع: 4149

[2] مسلم

[3] سنن اربعه، مسند احمد، مستدرک حاکم، مؤطا مالک –صحیح الجامع الصغیر: 6554,6555

[4] مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجه، مسند احمد–صحیح الجامع: 3006

نوٹ:

سلس البول اور سلس الریح یا تبخیر کے دائمی مریض وغیرہ کے لیئے نماز کے لیئے ایک مرتبہ وضو کر لینا ہی کافی ہوگا، نیز قئے، نکسیر اور خون و پیپ اگر سبیلین کے علاوہ کسی جگہ سے خارج ہوں تو ان سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس سلسلے کی تمام روایات سخت ضعیف ہیں۔

تیمّم:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر یہ احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور تلاشِ بسیار کے باوجود پانی نہ ملے، یا پانی موجود ہو لیکن اس کے استعمال سے بیماری میں اضافہ کا خدشہ ہو، یا سفرِ دراز میں پانی تو ہمراہ ہو لیکن اتنا تھوڑا ہو کہ اگر اس سے وضو کر لیا جائے تو پینے کے لیئے باقی نہ رہے، یا پانی تو موجود ہو لیکن دشمن کے قبضے میں ہو، یا وہاں کوئی درندہ موجود ہو، جس کی وجہ سے حصولِ آب کی کوشش میں جان کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں پاکیزہ مٹی یا اس کی جنس کے ساتھ تیمّم کر کے نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾(سورة النساء : 43)

”پس اگر آپ کو پانی میسر نہ آئے تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کر لیا کرو“۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک پاکیزہ مٹی مسلمان کے طہارت حاصل کرنے کا سامان ہے، اگرچہ کہ اسے دس سال تک پانی میسر نہ آئے اور جب پانی مل جائے تو اسے چاہئے کہ اسے استعمال کرے، اس کے لیئے یہی بہتر ہے“۔ [1]

تیمّم کا طریقہ:

① دل میں تیمّم کی نیت کرنا۔ ② بسم اللہ پڑھنا۔ ③ اپنے دونوں ہاتھ پاک صاف مٹی یا ریت وغیرہ پر مارنا، پھر ان کو جھاڑنا، اور ان میں پھونک مارنا، اور پھر اپنے چہرے پر ملنا

[1] ابوداؤد و ترمذی، مسند احمد و بزار — صحیح الجامع: 3861

اور پھر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کی پشت پر کلائی کے جوڑ تک ملنا۔ [1] یعنی پہلے بایاں ہاتھ دائیں کی پشت پر کلائی کے جوڑ تک اور پھر دایاں ہاتھ بائیں کی پشت پر کلائی کے جوڑ تک۔

تیمّم چونکہ وضو کے قائم مقام ہے، لہٰذا تیمّم کے ساتھ ہر وہ عبادت کرنا جائز ہے جو وضو اور غسل کے ساتھ جائز ہے۔

جن چیزوں سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے:

① ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (دیکھئے: نواقضِ وضو)

② پانی کامل جانا یا اس کے استعمال پر قادر ہونا۔

جرابوں پر مسح:

''فقه السُّنة'' میں ہے:

((يجوز المسح على الجوربين وقد روى ذلك عن كثير من الصحابة))

''جرابوں پر مسح جائز ہے اور اس کا جواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد سے مروی ہے''۔

حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، انس بن مالک، ابوامامہ، سھل بن سعد، عمر بن حریث، عمر بن الخطاب، عبداللہ بن عباس، عمار بن یاسر، بلال بن رباح، عبداللہ بن ابی اوفٰی، اور عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ اور اسی طرح امام احمد، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عطاء، حسن بصری، سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اور اکثر اہلِ علم جرابوں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ [2]

اور فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ''الهداية'' میں ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں، ہاں اگر جرابیں چمڑے کی ہوں، یا وہ جوتی کے ساتھ پہنی جاتی ہوں تو ایسی صورت میں جائز ہے، اور صاحبین (امام

[1] بخاری ومسلم
[2] فقه السنّة: 53/1

ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) نے فرمایا: جرابوں پر مسح جائز ہے جبکہ وہ موٹی ہوں، باریک نہ ہوں۔ نیز صاحبِ ہدایہ نے کہا: ''امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا،'' وعليه الفتوىٰ'' اور (حنفی مذہب میں) اسی پر فتویٰ ہے۔ [1]

یعنی حنفی مذہب میں بھی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے جب کہ وہ بالکل باریک نہ ہوں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ [2]

یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے مطلق طور پر جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

❁ جرابوں پر مسح کے لیئے شرط یہ ہے کہ انہیں وضو کی حالت میں پہنا گیا ہو۔ [3]

❁ مسح صرف جرابوں کے اوپر والے حصے پر کیا جائے گا۔ [4] یعنی اپنے ہاتھ کو پانی سے گیلا کر کے انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے اوپر پنڈلی کی طرف لایا جائے گا، اور ایک ہی دفعہ ایسا کرنا کافی ہوگا۔ [5]

❁ مقیم آدمی ایک رات اور ایک دن اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے۔ [6]

❁ مدتِ مسح کے ختم ہونے، یا جنبی ہونے یا جرابیں اتار دینے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ [7]

نماز کی اہمیت

نماز دین کا ستون اور اسلام کا اہم رکن ہے، کلمۂ شھادت کے اقرار کے بعد نماز قائم کرنے کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، آغازِ شعور سے ہی نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے'

[1] الهداية مع فتح القدير : 138,139/1
[2] ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد
[3] بخاری، مسلم، مسند احمد
[4] ابو داؤد
[5] ابو داؤد
[6] مسلم
[7] اس موضوع کو ہم نے ''مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں غسل و وضوء'' نامی کتاب میں مفصل ذکر کر دیا ہے۔ مطبوعہ مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، لاہور۔ (ابو عدنان)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی عادت ڈالو اور جب دس برس کا ہو جائے تو اسے مار کر نماز پڑھاؤ''۔ [1]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا''۔ [2]

نمازِ باجماعت کی اہمیت:

پنجگانہ نماز کو باجماعت ادا کرنا واجب ہے اور بلا عذر جماعت سے پیچھے رہنا اور اکیلے نماز پڑھنا اہلِ ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ سورۂ بقرہ آیت: 43 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ﴾

''اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''۔

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ ایندھن اکٹھا کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیئے اقامت کہنے کا حکم دوں، پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کروائے اور خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز کے لیئے نہیں آئے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں''۔ [3]

اس حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ بلا عذر جماعت سے پیچھے رہنا کتنا بڑا جرم ہے!

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ: مجھے مسجد تک لانے والا کوئی نہیں ہے، لہٰذا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں، چنانچہ آپ

[1] ابو داؤد، مستدرک حاکم، مسند احمد — صحیح الجامع: 5867

[2] ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مسند احمد، بیہقی — صحیح الجامع: 2571 تا 2574

[3] متفق علیہ

ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے انہیں بلایا اور پوچھا کہ کیا آپ کو اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کے مطابق عمل کرو''۔ [1] یعنی جماعت کے ساتھ آکر نماز ادا کرو۔

اس سے نماز باجماعت کی اہمیت بخوبی واضح ہے۔

نمازِ باجماعت کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةُ الْفَرْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)) [2]

''باجماعت نماز اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [3]

''اندھیروں میں مساجد کی طرف (نمازِ باجماعت کے لیئے) آنے والوں کو قیامت کے روز نورِ کامل کی بشارت دیجئے''۔

صف بندی کی اہمیت:

نمازِ باجماعت میں صف بندی نماز کا حصہ ہے، اور اللہ نے اہلِ ایمان کی صفوں کو ''بنیانِ مرصوص'' یعنی مضبوط دیوار کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

① حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صفیں برابر (سیدھی) کرو، بے شک صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کی تکمیل ہے''۔ [4]

---

[1] متفق علیہ [2] متفق علیہ

[3] ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم-صحیح الجامع: 2823، مشکوٰۃ: 721 [4] ابوداؤد، دارمی-صحیح الجامع: 3647

② حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو، دور دور مت کھڑے ہو''۔ [1]

''اس سے تمہارے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی''۔ [2]

③ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم فرشتوں کی طرح صفیں بناتے ہو، اس لیئے صفیں درست رکھو، کندھے برابر کرو، درمیان میں فاصلہ مت چھوڑو، اپنے بھائیوں سے کندھے ملانے میں نرمی کرو، (یعنی کندھا ملانے والوں سے ناراض نہ ہو) اور شیطان کے لیئے درمیان میں خالی جگہ مت چھوڑو، جو صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنے ساتھ ملائے گا اور جو صف کو منقطع کرے گا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلق کرے گا''۔ [3]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ)) [4]

''ہم میں سے ہر کوئی اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے اور پاؤں اس کے پاؤں سے ملایا کرتا تھا''۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں، میں نے دیکھا کہ ہر نمازی اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا ملایا کرتا تھا''۔

---

[1] بخاری ومسلم [2] مسلم واحمد

[3] ابو داؤد، نسائی، مستدرک حاکم، مسند احمد وطبرانی کبیر – صحیح الجامع الصغیر : 1187

[4] بخاری

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدیثِ پاک کے الفاظ ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ)) سے واضح ہے کہ صفوں کو سیدھا کرنا واجب ہے“۔ [1]

علامہ صنعانی رحمہ اللہ ”سبل السلام“ میں فرماتے ہیں:

”صف بندی کے سلسلے میں وارد احادیث سے ظاہر ہے کہ صفوں کو ملانا واجب ہے، لیکن لوگ اس بارے میں تساہل اور سُستی سے کام لیتے ہیں“۔ [2]

❁ اگر دو آدمی جماعت کروائیں تو امام کو بائیں جانب اور مقتدی کو امام کے برابر پاؤں اس کے پاؤں کندھے سے کندھا ملا کر دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ [3]

❁ امام کو صف کے درمیان کھڑا ہونا چاہیئے، یعنی صف سے آگے اپنی جگہ پر ہو، لیکن صف دونوں طرف سے برابر ہو۔

❁ امام صحیح العقیدہ اور نیک آدمی کو بنانا چاہیئے۔ [4]

❁ امام کے قریب اہلِ علم اور دانا آدمیوں کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ [5] تاکہ امام کو کوئی مجبوری لاحق ہونے کی شکل میں دوسرا شخص نماز مکمل کروا سکے۔

❁ امام قراءت بھول جائے تو اسے لقمہ دینا جائز ہے اور اگر کوئی رکن بھول جائے تو مرد ”سبحان اللہ“ کہہ کر اسے یاد دلائیں اور اگر عورتوں کی صف پیچھے ہو اور مردوں میں سے کسی کو یاد نہ رہے تو عورتیں اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ کی پشت پر مار کر توجہ دلا سکتی ہیں۔ [6]

❁ امام پر سبقت لے جانا یعنی اس سے پہلے رکوع و سجود کرنا جائز نہیں۔ [7]

---

[1] نیل الأوطار [2] سبل السلام شرح بلوغ المرام [3] متفق علیہ

[4] اس سلسلہ میں ہم نے علّامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اور علّامہ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے دو رسالے ایڈٹ کر کے ”امامت کے اہل کون؟“ کے نام سے شائع کیئے ہے، مطبوعہ توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا۔ (ابوعدنان)

[5] مسلم [6] مسلم، ابو داؤد، مسند احمد–صحیح الجامع: 3015

[7] مسلم، مسند احمد

۞ اگر کوئی بعد میں آ کر جماعت [1] میں شامل ہو تو امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں اسے نماز میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ [2]

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھایا اور انہیں حکم دیا:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ)) [3]

''تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

اب پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز کا طریقہ جو کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے پیشِ خدمت ہے:

① استقبالِ قبلہ:

نمازی کے لیئے ضروری ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ [4] اور دورانِ نماز آنکھیں کھلی اور نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے۔ [5]

② نیت کرنا:

دل میں نیت کرے کہ وہ کونسی نماز اور کتنی رکعت پڑھنا چاہتا ہے، کیونکہ ''اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے''۔ [6]

اور زبان سے نیت کرنا کہ اتنی رکعت نماز فرض، اللہ تعالیٰ کے لیئے، فلان کے پیچھے، منہ طرف قبلہ کے... یہ نبی ﷺ اور آپ کے کسی صحابی اور فقہائے کرام سے ثابت نہیں ہے بلکہ اسے محققین نے بدعت قرار دیا ہے، جیسا کہ فتح القدیر شرح الہدایۃ میں ہے:

((التلفظ بالنيّة بدعة)) ''نیت [7] کو زبان سے ادا کرنا بدعت ہے''۔

---

[1] ''آذان واقامت اور امامت وجماعت'' نامی ہماری کتاب کافی مفصل ہے اور الحمد للہ شائع ہو چکی ہے۔ (ابوعدنان)
[2] ترمذی [3] بخاری شریف [4] متفق علیه
[5] بیهقی، حاکم [6] بخاری ومسلم [7] ''نماز اور روزہ کی نیت'' کے زیرِ عنوان ہی ہمارا ایک مفصل کتابچہ مکتبہ کتاب وسنت سے شائع ہو چکا ہے۔ والحمد للہ (ابوعدنان)

لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

③ تکبیرِ تحریمہ:

دل میں نماز کی نیت کر کے "اللّٰہ اکبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لو کے برابر تک اس طرح اٹھائیں کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں۔

④ سینہ پر ہاتھ باندھنا:

نبیٔ اکرم ﷺ تکبیرِ تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اس طرح رکھتے کہ ایک ہاتھ کا جوڑ دوسرے کے جوڑ پر ہوتا اور انہیں سینۂ مبارک پر رکھتے جیسا کہ صحیح ابنِ خزیمہ اور اُبوداؤد میں ہے:

((كَانَ يَضَعُهُمَا عَلَى الصَّدْرِ))

"نبی پاک ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سینۂ اطہر پر باندھتے تھے"۔ [1]

⑤ دعاءِ استفتاح:

نمازی سینہ پر ہاتھ باندھ کر سب سے پہلے دعائے استفتاح یا ثناء پڑھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) [2]

"اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے، جس طرح تو نے مشرق اور مغرب میں دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے

[1] "نماز میں ہاتھ کب، کہاں، کیسے"؟ کے زیرِ عنوان بھی ہماری کتاب شائع ہو چکی ہے۔ والحمدللہ (ابوعدنان)
[2] متفق علیہ

گناہوں سے ایسا صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔اے اللہ! میرے گناہ پانی برف اور اولوں سے دھودے“۔

یا یہ دُعا پڑھے:

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاإِلٰہَ غَیْرُکَ)) [1]

”اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، تیرا نام بابرکت ہے، اور بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں“۔

⑥ تعوّذ:

دعائے استفتاح کے بعد ((اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم)) پڑھے۔

⑦ تسمیہ:

اس کے بعد ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھے۔ [2]

⑧ سورۃ فاتحہ:

اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے کیونکہ یہ نماز کا رکن ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ)) [3]

”جو نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی“۔

اور سورت فاتحہ ایک ایک آیت کر کے پڑھنی چاہیئے، نیز امام، مقتدی اور منفرد کے لیئے نماز خواہ سری ہو یا جہری، سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔اور سورۃ فاتحہ یہ ہے :

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، إِیَّاکَ نَعْبُدُ وَإِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ

---

[1] مسند احمد، ترمذی [2] بخاری ومسلم [3] بخاری ومسلم

الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ﴾

''سب تعریف اللہ کے لیئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے، نہایت مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں. ہم کو سیدھا راستہ دکھا! ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (اور) ان لوگوں کا راستہ نہ (دکھا) جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ گمراہوں کا راستہ''۔

پھر آمِیْنَ کہیں![1]......''قبول کر!''

⑨ آمین:

سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہیں، اگر اکیلے ہوں یا سری نمازوں (جن میں قرأت آہستہ ہوتی ہے جیسے ظہر اور عصر وغیرہ) میں امام کے پیچھے ہوں تو آمین آہستہ کہیں، اگر نماز جہری ہو (جس میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے جیسا کہ فجر، مغرب اور عشاء اسی طرح ہی جمعہ وعیدین وغیرہ) تو خواہ آپ امام ہوں یا مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا اور پھر بلند آواز سے آمین کہی۔[2]

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلاَ الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔[3]

⑩ دوسری سورت ملانا:

نمازی اگر اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا ظہر وعصر کی نمازوں میں امام کے پیچھے ہو یا خود امام ہو تو اسے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت بھی پڑھنی چاہیئے۔[4] (یعنی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ کر کوئی بھی دوسری سورت پڑھے) اگر نماز جہری ہو تو اس

[1] بخاری [2] ابوداؤد، ترمذی [3] بیہقی [5] بخاری ومسلم

میں مقتدی کو امام کے پیچھے صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور کوئی سورت نہیں پڑھنی چاہیئے۔ [۱]

⑪ رکوع :

قراءت سے فارغ ہو کر ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر اور ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کی لوؤں کے برابر ہوں اور رکوع میں چلے جائیں۔ [۲]

رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں جیسا کہ گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہو، اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھیں اور کمر کو اس طرح سیدھا رکھیں کہ اگر اس پر پانی بھی ڈالا جائے تو اس پر ٹھہر جائے اور سر کو کمر کے برابر رکھیں نہ بہت نیچے جھکائیں اور نہ اوپر اٹھائیں۔ [۳] اور نظر سجدہ کی جگہ پر رکھیں۔

⑫ رکوع کی تسبیحات:

اطمینان کے ساتھ رکوع کریں اور کم از کم تین مرتبہ مندرجہ ذیل تسبیحات پڑھیں:

((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ)) [۴]

"پاک ہے میرا عظمت والا رب"۔

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ))

"اے اللہ! تو پاک ہے ہمارے پروردگار اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ مجھے بخش دے"۔ [۵]

⑬ رکوع سے اُٹھنا:

رکوع سے اٹھتے وقت کہے:

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) [۶]

---

[۱] بخاری　[۲] بخاری ومسلم　[۳] بخاری ومسلم

[۴] مسلم　[۵] بخاری ومسلم　[۶] بخاری ومسلم

''اللہ نے تعریف کرنے والے کی تعریف سن لی''۔

اور دونوں ہاتھ اسی طرح کندھوں کے برابر تک اُٹھائے جس طرح رکوع جاتے وقت اُٹھائے تھے۔ [1]

⑭ قومہ کی دعا:

رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہو کر یہ دُعا پڑھنی چاہیئے:

((رَبَّنَاوَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ)) [2]

''اے ہمارے رب تیرے ہی لیئے سب تعریفیں ہیں بہت زیادہ، پاکیزہ کلمات جن میں برکت دی گئی ہے''۔

اگر مقتدی ہو یعنی امام کے پیچھے ہو تو اسے ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ ((رَبَّنَاوَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ)) ہی کہے گا، لیکن اگر اکیلا ہو یا امام ہو تو اس کے لیئے ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) کہنا ضروری ہے۔

⑮ سجدہ:

قومہ کے بعد ((اَللّٰهُ اَکْبَرُ)) کہہ کر سجدہ کے لیئے جھکیں اور زمین پر پہلے ہاتھ رکھیں اور بعد میں گھٹنے۔ [3]

اور سات اعضاء پر سجدہ کریں یعنی ناک اور پیشانی ،ونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین کو چھوئیں۔ [4]

ہاتھوں کی انگلیاں کھلی اور ساتھ ملی ہوئی ہوں، بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے الگ ہو، پاؤں کی ایڑیاں ملی ہوئی ہوں اور انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور نہایت اطمینان کے ساتھ سجدہ کیا جائے۔ [5]

---

[1] بخاری ومسلم [2] بخاری [3] ابن خزیمہ،دارقطنی

[4] بخاری ومسلم [5] بخاری ،مسلم وابوداؤد

⑯ سجدے کی دُعائیں:

سجدے میں کم از کم تین مرتبہ یہ دعائیں پڑھیں:

(۱) ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَ عْلٰی)) [۱]

"پاک ہے میرا رب بلندیوں والا"۔

(۲) ((سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ)) [۲]

"پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخش دے"۔

⑰ دوسجدوں کے درمیان:

اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے اٹھیں اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر سیدھے بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو اسی طرح کھڑا رکھیں جس طرح سجدے میں تھا اور دونوں ہاتھ گھٹنوں کے قریب اپنی رانوں پر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ)) [۳]

"اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان پورے کر دے اور مجھے عافیت بخش اور مجھے روزی عطا کر اور مجھے بلند کر"۔

⑱ دوسرا سجدہ:

اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اسی طرح دوسرا سجدہ کریں جیسا کہ پہلے کیا تھا۔

⑲ جلسہءاستراحت:

دوسرے سجدے کے بعد دوسری رکعت کے لیئے کھڑے ہونے سے پہلے سیدھا بیٹھ

---

[۱] ابو داؤد،مسند احمد [۲] بخاری [۳] ابو داؤد،ترمذی،ابن ماجہ

جانا چاہیئے اسے جلسۂ استراحت کہتے ہیں، سیدھے بیٹھ کر ہاتھوں پر وزن دے کر اس طرح اٹھیں کہ پہلے گھٹنے زمین سے اوپر اٹھائیں اور بعد میں ہاتھ۔ [1]

⑳ دوسری رکعت:

دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوکر سینے پر ہاتھ باندھ لیں اور سورۃ فاتحہ سے قراءت شروع کریں۔ [2] باقی رکعت پہلی رکعت کی طرح مکمل کریں۔

㉑ درمیانہ تشہد:

دو رکعت سے زائد نماز میں دوسری رکعت کے بعد تشہد کرنا واجب ہے سوائے نمازِ وتر کے کیونکہ تین رکعت وتروں میں دو رکعت کے بعد تشہد کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے اُٹھ کر دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ہوئے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر سیدھے بیٹھ جائیں اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اس طرح رکھیں کہ شہادت کی انگلی اوپر اٹھی ہوئی ہو اور باقی انگلیاں بند ہوں اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھیں اور اسکی انگلیاں کھلی اور قبلہ رُخ ہوں۔ [3] اور اس دوران یہ التحیات پڑھیں:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) [4]

"میری تمام تر قولی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ کے لیئے ہیں، اے نبی! ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے دوسرے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ

[1] بخاری، ابوداؤد [2] مسلم

[3] متفق علیہ [4] بخاری ومسلم

اللہ کے بندے اور رسول ہیں''۔

نوٹ:

(۱) تشہد میں انگلی اٹھا کر رکھنا یا مسلسل حرکت دیتے رہنا دونوں طرح جائز ہے۔
(۲) درمیانے تشہد میں اگر کوئی درودِ پاک پڑھنا چاہے تو جائز و ثابت ہے ایسا کرنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا ۔

㉒ تیسری رکعت:

درمیانے تشہد سے اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت کے لیئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں یعنی دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھائیں جیسا کہ ابتدائے نماز میں کیا تھا، پھر سینہ پر ہاتھ باندھ کر سورۃ فاتحہ پڑھیں، پھر رکوع کریں، پھر سجدے، اور اسی طرح چوتھی رکعت مکمل کریں۔

㉓ آخری تشہد :

آخری رکعت مکمل کر کے تشہد کے لیئے بیٹھیں مگر اپنا بایاں پاؤں دائیں طرف دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال کر اپنی بائیں جانب سرین پر بیٹھیں، اسے ''تورک'' کہتے ہیں، اور التحیات اور کلمۂ شھادت پڑھیں، اس کے بعد یہ درودِ ابراہیمی پڑھیں:

㉔ درودِ شریف:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد)) [۱]

---

[۱] بخاری

''اے اللہ! رحمت فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپکی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپکی آل پر جیسا کہ تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے''

㉕ پھر یہ دعائیں یا ان میں سے کوئی ایک پڑھے:

(۱) ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَأثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) [۱]

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذابِ قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیحِ دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت اور حیات کے فتنہ سے اور اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

(۲) ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ)) [۲]

''اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں، پس تو اپنی جناب سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے''۔

㉖ سلام:

پہلے دائیں طرف چہرہ گھماتے ہوئے ((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ)) کہیں اور پھر بائیں طرف چہرہ گھماتے ہوئے ((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ)) کہیں۔

---

[۱] بخاری ومسلم [۲] بخاری ومسلم

27 نماز سے فراغت کے بعد:

(۱) نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) کہیں۔(بخاری)

(۲) پھر تین مرتبہ ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ)) (میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں) کہیں۔

(۳) اور پھر یہ کہیں:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِکْرَامْ))[۱]

''اے اللہ تو ''السّلام'' ہے تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، اے ذوالجلال والإکرام! تو بڑا ہی برکت والا ہے''۔

(۴) اور پھر یہ دعا پڑھنی چاہیئے:

((رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ))[۲]

''اے میرے پروردگار! اپنا ذکر کرنے اور شکر بجا لانے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما''۔

(۵) ((لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ))[۳]

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیئے تمام تعریفات ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اسکی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی''۔

---

[۱] بخاری ومسلم [۲] ابو داؤد ،نسائی [۳] بخاری ومسلم

(٦)((لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُـوَ عَـلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ،لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ ' لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ ،لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ)) [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیئے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، گناہوں سے رُکنا اور عبادت کی توفیق ملنا اللہ کی طرف سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں' ہر قسم کے فضل ونعمت کا وہی مالک اور ہر اچھی تعریف اسی کے لیئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، ہم صرف اسی کا دین اپناتے ہیں اگرچہ کافر بُرا ہی کیوں نہ منائیں''۔

اس کے بعد (٣٣) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ))، (٣٣) مرتبہ ((اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ))، (٣٤) مرتبہ ((اَللّٰهُ اَكْبَرْ)) اور یہ آیۃ الکرسی پڑھیں:

﴿ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورة البقرة : 255)

''اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین وآسمان کی

[1] مسلم

تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کُرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے اور وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے''۔

اس کے بعد قرآنِ مجید کی آخری تین سورتیں، سورۃ الاِخلاص، الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں، بالخصوص فجر اور مغرب کی نماز کے بعد۔

نوٹ:

عام حالت میں بھی اور نماز میں بھی اپنا کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیئے کیونکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر حدیثِ پاک میں سخت وعید آئی ہے۔

تیسرا رکن: زکوٰۃ

زکوٰۃ: اہمیت اور مسائل

ترتیب: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

زکوٰۃ کی تعریف:

عربی زبان میں لفظ ''زکوٰۃ'' پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اور شریعت میں ''زکوٰۃ'' ایک مخصوص مال کے مخصوص حصے کو کہا جاتا ہے جو مخصوص لوگوں کو دیا جاتا ہے، اور اسے ''زکوٰۃ'' اس لیئے کہا گیا ہے کہ اس سے دینے والے کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور اس کا مال پاک اور بابرکت ہوجاتا ہے۔

یاد رہے کہ ''زکوٰۃ'' کیلئے قرآن وسنت میں ''صدقہ'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ سورۂ توبہ آیت: 103 میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ﴾

''(اے پیغمبر!) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعے آپ ان (کے اموال) کو پاک کیجئے، اور ان کے نفوس کا تزکیہ کیجئے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ انسان کے اخلاق وکردار کی پاکیزگی کا بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت:

① زکوٰۃ دینِ اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن پر دینِ اسلام قائم ہے رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ

رَمَضَانَ وَ حَجِّ الْبَيْتِ))[1]

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔''

② زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ (سورة الأعراف : 165)

''اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، پس میں اپنی رحمت ان لوگوں کے نام لکھ دوں گا جو (گناہ اور شرک سے) بچے رہتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں''۔

③ زکوٰۃ دینی بھائی چارے کی شروط میں سے ایک شرط ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَإِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ﴾ (سورة التوبه:11)

''پس اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو تمھارے دینی بھائی ہیں''۔

④ مسلم معاشرے میں جن عادات کو عام ہونا چاہیئے ان میں سے ایک زکوٰۃ ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ﴾ (التوبة :71)

''مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور

---

[1] متفق عليه

دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں..."

⑤ جنت الفردوس کے وارث بننے والے مومنوں کی جو صفات اللہ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک زکوٰۃ ادا کرنا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ﴾ (سورة المؤمنون : 4)

"اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں"۔

⑥ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

"مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)) [1]

"اللہ ہی کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، اور فرض نماز پابندی سے ادا کرتے رہو، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو"۔

⑦ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا اور بابرکت ہو جاتا ہے اور آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، سورۂ روم آیت:93 میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴾

"اور جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہوتا رہے تو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا، اور جو تم زکوٰۃ دو گے اللہ کی خوشنودی پانے کی خاطر، تو ایسے لوگ ہی کئی گنا زیادہ پانے والے ہیں"۔

[1] متفق علیه

زکوٰۃ کے فوائد:

① اللہ تعالیٰ نے رزق کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، جسے چاہے زیادہ دے اور جسے چاہے تھوڑا دے، لیکن مالدار کو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے، صدقہ کرنے اور خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، تاکہ جسے اللہ نے تھوڑا دیا ہے اسے بغیر سوال کے ملتا رہے اور اس کی ضروریات پوری ہوتی رہیں، اور فقیر کو اللہ تعالیٰ نے سوال نہ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ اس کے اندر صبر وشکر جیسی صفات حمیدہ پیدا ہوں، اس طرح معاشرے کے یہ دونوں فرد اللہ کے اجر وثواب کے مستحق ہوتے ہیں، مالدار خرچ کر کے اور فقیر صبر وشکر کر کے۔

② اسلام کے مالیاتی نظام کی ایک خوبی یہ ہے کہ اگر پورے اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے تو دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں منحصر ہونے کی بجائے معاشرے کے تمام افراد میں گردش کرتی رہتی ہے، اور اسکے برعکس دیگر مالیاتی نظاموں میں یہ ہوتا ہے کہ معاشرے کے چند افراد تو عیش وعشرت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور انہی کے قرب وجوار میں رہنے والے دوسرے لوگ غربت کی چکی میں پستے رہتے ہیں، اور یہ بہت بڑا ظلم ہے، چنانچہ معاشرے میں مالیاتی توازن برقرار رکھنے کیلئے اور اس معاشرتی ظلم کا سد باب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو فرض کیا اور صدقات اور انفاق کی طرف ترغیب دلائی، تاکہ معاشرے کے تمام افراد مال ودولت سے مستفید ہوتے رہیں۔

③ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مالدار اور فقیر کے درمیان محبت پیدا ہوتی ہے، اور یوں معاشرہ بغض وعداوت، نفرت اور خود غرضی جیسی بیماریوں سے پاک ہوجاتا ہے، زکوٰۃ دینے والے میں سخاوت، شفقت اور ہمدردی اور زکوٰۃ لینے والے میں احسان مندی، تواضع اور انکساری جیسی صفاتِ حمیدہ پیدا ہوجاتی ہیں، گویا نظامِ زکوٰۃ معاشرے میں اخلاقی قدروں کو پروان چڑھاتا ہے۔

④ تاریخ شاہد ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں جب زکوٰۃ کو حکومتی سطح پر جمع اور پھر اسے فقراء میں تقسیم کیا جاتا تھا تو ایک وقت ایسا بھی آیا جب تلاش کرنے کے باوجود بھی معاشرے میں

فقراء نہیں ملتے تھے، چنانچہ زکوٰۃ کو بیت المال میں جمع کرا دیا جاتا تھا اور پھر اسے مسلمانوں کے مفادات عامہ میں خرچ کر دیا جاتا، اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی نظامِ زکوٰۃ سے معاشرے میں غربت ختم ہوتی ہے بشرطیکہ اسے پورے اخلاص اور مکمل دیانتداری کے ساتھ نافذ کیا جائے.

⑤ مالدار لوگ اگر زکوٰۃ ادا نہ کریں تو معاشرے میں موجود فقراء احساسِ کمتری کا شکار ہو جائیں، اور انکے دلوں میں مالداروں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو جائے، اور پھر وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے چوری اور ڈاکہ زنی جیسے جرائم کا ارتکاب شروع کر دیں، اور یوں معاشرہ بدامنی اور لاقانونیت کی بھیانک تصویر بن جائے، گویا نظامِ زکوٰۃ ان اخلاقی جرائم کا سدِ باب کرتا اور معاشرے کو امن وسکون کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

⑥ مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، اور اس کی واحد شکل یہی ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے، اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا جائے، اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے تو اللہ کی عنایات میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ﴾ (سورۃ إبراهيم : 7)

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں اور زیادہ دوں گا''۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام

جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، چنانچہ جو شخص اس کی فرضیت سے انکار کرتا ہو وہ یقیناً کافر اور مرتد ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت أبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، آپ نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((وَاللّٰهِ لَوْمَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا)) [1]

---

[1] بخاری

"اللہ کی قسم! جو لوگ ایک رسی بھی آنحضرت ﷺ کو دیا کرتے تھے، اگر مجھے نہیں دیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا"۔

اور جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل تو ہو لیکن اسے ادا نہ کرتا ہو تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس کے متعلق مندرجہ ذیل آیت اور حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ o يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (سورة التوبة : 35-34)

"اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیئے، جس دن اس خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیئے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو"۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"اللہ نے جس کو مال سے نوازا اور پھر اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہونگے، یہ سانپ اس کے گلے کا طوق ہوگا اور اس کے جبڑے کو پکڑ کر کہے گا: میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ..."[1]

---

[1] بخاری

جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے

اسلام میں جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے وہ اور ان کے متعلقہ مسائل درج ذیل ہیں:

① سونا، چاندی اور نقدی پیسے:

سونے، چاندی میں زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ ان کی مقدار مقررہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اس کی ملکیت پر ایک سال گذر چکا ہو۔ یاد رہے کہ سونے کا نصاب 85 گرام جبکہ چاندی کا نصاب 595 گرام ہے، اس طرح اگر سونا 85 گرام سے اور چاندی 595 گرام سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، اور اگر یہ دونوں اپنے مقررہ وزن کے برابر یا اس سے زیادہ تو ہوں لیکن ان پر سال نہ گذرا ہو تو تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، مذکورہ دونوں شرطیں اگر موجود ہوں تو سونے چاندی کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انکا وزن دیکھ لیں پھر مارکیٹ کے موجودہ ریٹ کے مطابق اس وزن کی قیمت کی تحدید کر لیں، پھر اس کا اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کی نیت سے ادا کر دیں۔

مسئلہ نمبر ۱:

کسی شخص کے پاس سال کے شروع میں تو سونے، چاندی کا پورا نصاب موجود تھا لیکن سال پورا ہونے سے پہلے پہلے وہ اس میں سے کچھ مقدار کو بیچ کر خرچ کر لیتا ہے اور یوں ان کا وزن نصاب سے کم ہو جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، اور اگر دورانِ سال مزید سونا، چاندی خریدنے کیوجہ سے ان کا وزن نصاب سے زیادہ ہو جاتا ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت بعد میں خریدے گئے سونے، چاندی کا وزن بھی شمار کرنا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۲:

سونا، چاندی چاہے ڈھیلے (بسکیٹ) کی شکل میں ہو یا زیورات کی شکل میں، دونوں صورتوں میں زکوٰۃ فرض ہوگی، حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟

اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمھیں ان دونوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ تو اس نے انھیں زمین پر پھینک دیا اور کہا: یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر ۳:

کاغذی کرنسی چاہے ریال ہو یا دینار، روپیہ ہو یا ڈالر .... وہ بھی سونے، چاندی کے حکم میں آتی ہے، لہٰذا جس شخص کے پاس سونے، چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ کرنسی موجود ہو اور اس پر سال گذر چکا ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی، اور اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہوگا کہ سال کے آخر میں جب زکوٰۃ ادا کرنی ہو اس وقت دیکھ لیا جائے کہ 85 گرام سونے یا 595 گرام چاندی کی قیمت کتنی ہے، پھر جتنی کرنسی سال بھر رہی ہو وہ بھی دیکھ لی جائے، اگر وہ مذکورہ نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس کا اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کردیں۔

مسئلہ نمبر ۴:

ایک شخص کے پاس سال کے شروع میں تو کاغذی کرنسی سونا، چاندی کے نصاب کے برابر تھی، لیکن دورانِ سال اس میں اور اضافہ ہوتا رہا، تو سال کے اختتام پر جتنی کرنسی موجود ہو سب کی سب شمار کرکے ٹوٹل مبلغ کا اڑھائی فیصد بطور زکوٰۃ ادا کردیں، جو رقوم دورانِ سال آئی تھیں ان کی زکوٰۃ پیشگی ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۵:

تنخواہ دار انسان اپنی ماہانہ بچت کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟ اس کی دو صورتیں ہیں:

① ایک تو یہ کہ ہر ماہ اتنی بچت ہو کہ وہ سونا، چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر ہے تو اس صورت میں ہر ماہ کی بچی ہوئی تنخواہ پر جیسے جیسے سال پورا ہوتا جائے اس کی زکوٰۃ نکالتا جائے، اور اگر پہلے ماہ

[1] أبو داؤد والنسائی بسند صحیح

کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت باقی گیارہ ماہ کی زکوٰۃ بھی پیشگی ادا کرنا چاہے تو بھی درست ہوگا۔

② اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہر ماہ کی بچت تو نصاب کے برابر نہیں البتہ دو تین ماہ کی بچت کو ملا لیا جائے تو وہ نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں سال کے اختتام پر اس کے پاس جتنی بچت موجود ہو اس کا اڑھائی فیصد بطورِ زکوٰۃ ادا کردے۔

مسئلہ نمبر ۶:

ہیروں اور جواہرات پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اِلّا یہ کہ ان سے تجارت کی جارہی ہو تو اس صورت میں دیگر تجارتی سامان کے ساتھ انکی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۷:

قرض کی زکوٰۃ کی دو صورتیں ہیں:

① ایک تو یہ کہ مقروض قرضہ تسلیم کرتا ہو اور اسے جلد یا بدیر واپس کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، یا مقروض تو قرضے سے انکاری ہو لیکن عدالت میں کیس کرکے اس سے قرضہ واپس لینے کا یقین ہو تو اس صورت میں قرض کی رقم کی زکوٰۃ قرض خواہ کو ادا کرنی ہوگی، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سال کے اختتام پر جب موجودہ مال کا حساب کیا جارہا ہو، اس کے ساتھ قرض کی رقم کو بھی ملا لیا جائے اور ٹوٹل مبلغ کا اڑھائی فیصد بطورِ زکوٰۃ ادا کردیا جائے۔

② اور دوسری صورت یہ ہے کہ مقروض قرضے سے انکاری ہو اور عدالت کے ذریعے اسے واپس لینے کا امکان بھی نہ ہو، یا وہ قرضے کو تسلیم تو کرتا ہو لیکن ہر آئے دن واپسی کا وعدہ کرکے وعدہ خلافی کرتا ہو، یا اس کے حالات ہی ایسے ہوں کہ وہ قرضہ واپس کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں قرض کی رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، ہاں جب مقروض قرضہ واپس کردے تو گذشتہ ایک سال کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

مسئلہ نمبر ۸:

ایک شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو موجود ہو، چاہے سونا، چاندی کی شکل میں یا

نقدی کرنسی کی شکل میں یا کسی اور شکل میں، لیکن وہ خود دوسروں کا مقروض ہو، وہ اگر زکوٰۃ ادا کرے تو مزید بوجھ تلے دب جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی حالت میں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، ہاں اگر قرض کی ادائیگی کے بعد بھی اس کے پاس زکوٰۃ کے نصاب کے برابر مال موجود ہو اور اس پر سال گذر چکا ہو تو اس کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ کی نیت سے ادا کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۹:

کمپنی کے حصص (شیئرز) اگر تجارتی مقصد سے خریدے گئے ہوں اور ان پر سال گذر چکا ہو تو انکی زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہوگا، اگر خود کمپنی تمام پارٹنرز کے حصص کی زکوٰۃ ادا کردے تو ٹھیک ہے، ورنہ ہر پارٹنر اپنے حصص کی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۰:

زکوٰۃ خالص سونے، چاندی پر فرض ہوتی ہے، لہٰذا ملاوٹ کو وزن میں شمار نہیں کیا جائے گا، اس طرح اگر ملاوٹ کا وزن نکال کر خالص سونے، چاندی کا وزن مقررہ نصاب سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

② تجارتی سامان:

دوسری چیز جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ ہے ''تجارتی سامان''، اور اس سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جنھیں تجارت کی نیت سے خریدا جائے، چاہے مقامی مارکیٹ سے یا باہر سے درآمد کرکے، اس طرح وہ تمام چیزیں اس حکم سے نکل جاتی ہیں جنھیں کسی نے اپنے ذاتی استعمال کیلئے خریدا ہو، مثلاً گھر، گاڑی اور زمین وغیرہ، تو ایسی اشیاء پر زکوٰۃ فرض نہیں، اور اسی طرح صنعتی مشینری، آلات، سٹورز اور ان میں پڑی الماریاں، دفاتر اور ان کے لوازمات پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ ایسی تمام اشیاء ایک جگہ برقرار رہتی ہیں اور انھیں بیچ کر تجارت کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

سال کے اختتام پر تاجر (چاہے فرد ہو یا کمپنی) کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمام تجارتی سامان کی مارکیٹ کے موجودہ ریٹ کے مطابق قیمت لگائے، پھر اسکے پاس سال بھر جو نقدی کرنسی رہی ہو اسے اس میں شامل کرلے، اسی طرح اسکا جو قرضہ قابلِ واپسی ہو اسے بھی حساب میں شامل کرلے، اور اگر وہ خود مقروض ہو تو قرضے کی رقم نکال کر باقی تمام رقم کا اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ بطورِ زکوٰۃ ادا کردے، مثلاً:

تجارتی سامان کی قیمت ہے:	100,000/	روپیہ
بنک بیلینس یا نقدی رقم جو سال بھر رہی:	50,000/	روپیہ
قرضہ جو قابلِ واپسی ہے:	70,000/	روپیہ
ٹوٹل:	220,000/	روپیہ
قرضہ جو قرض خواہوں کو واپس کرنا ہے:	60,000/	روپیہ
باقی واجب زکوٰۃ رقم:	160,000/	روپیہ

اب اس باقی رقم کا اڑھائی فیصد جو کہ 4000/ روپے ہے، بطورِ زکوٰۃ ادا کردے۔

مسئلہ:

صنعتی آلات اور مشینری کی اصل قیمت پر تو زکوٰۃ فرض نہیں، البتہ ان کی آمدنی اگر زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہوگا، اور یہی حکم کرائے پر دیے ہوئے مکانوں، دوکانوں اور گاڑیوں وغیرہ کا ہوگا کہ ان کی اصل قیمت پر زکوٰۃ نہیں، کرائے پر ہوگی بشرطیکہ کرایہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس کا اڑھائی فیصد ادا کرنا ہوگا، البتہ ان اشیاء پر ادا کیا جانے والا ٹیکس اور ان کی دیکھ بھال پر آنے والے دیگر اخراجات ان چیزوں کی آمدنی سے نکال لیے جائیں، اور اسی طرح اگر

مالک کا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں تو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے جائز اخراجات بھی آمدنی سے نکال لے، پھر جو رقم باقی ہو اس سے زکوٰۃ ادا کر دے۔

③ حیوانات:

جن مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہے، وہ یہ ہیں: اونٹ، گائے/بھینس، اور بھیڑ بکریاں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

> ''جس شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہیں اور اس نے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن انھیں بہت بڑا اور بہت موٹا کر کے لایا جائے گا، پھر وہ اسے اپنے ٹاپوں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے، جب سب اس کے اوپر سے گذر جائیں گے تو پہلے کو پھر لوٹایا جائے گا، اور لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا''۔ [1]

مویشیوں میں زکوٰۃ کی فرضیت کیلئے چار شرطیں ہیں:

① ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مقررہ نصاب کو پہنچ جائیں، یاد رہے کہ اونٹوں کا کم از کم نصاب پانچ، گائے/بھینس کا تیس اور بھیڑ بکریوں کا چالیس ہے۔

② دوسری شرط یہ ہے کہ ان کی ملکیت پر سال گذر جائے۔

③ تیسری یہ ہے کہ سال کا اکثر حصہ یہ مویشی چرتے رہے ہوں اور مالک کو سال بھر یا سال کا بیشتر حصہ ان کی خوراک خریدنا نہ پڑی ہو۔

④ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ یہ جانور کھیتی باڑی یا بوجھ برداری کیلئے نہ ہوں۔

اور یہاں یہ بات مد نظر رہنی چاہیئے کہ مویشیوں کو اگر تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو تو ان کی زکوٰۃ دوسرے سامانِ تجارت کی زکوٰۃ کی طرح نکالی جائے گی، چنانچہ ان کی قیمت کا اعتبار ہوگا نہ کہ تعداد کا۔

---

[1] بخاری

تنبیہ:

مویشیوں کے نصاب کی دیگر تفاصیل حدیث اور فقہی کتب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

④ زرعی پیداوار:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِن طَيِّبَـٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ﴾ (سورۃ البقرۃ:267)

''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے، اور ہم نے تمھارے لیئے زمین سے جن چیزوں کو نکالا ہے، ان میں سے خرچ کرو''۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ زمینی پیداوار مثلاً گیہوں، جَو، چاول، کھجور، انگور اور زیتون وغیرہ، پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے۔

زرعی پیداوار کا نصابِ زکوٰۃ:

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

''پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں''۔ [1]

پانچ وسق کی مقدار موجودہ حساب کے اعتبار سے 653 کیلوگرام ہے، اس طرح زرعی پیداوار اگر مذکورہ وزن سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

زرعی پیداوار کا کتنا حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے؟:

فرمانِ رسول ﷺ ہے :

''جس کو بارش اور چشموں کے پانی نے سیراب کیا ہو یا وہ خود بخود زمینی پانی سے سیراب ہوا ہو، اس میں دسواں حصہ ہے ، اور جس کو آلات کے ذریعے یا محنت کر کے سیراب کیا گیا ہو اس میں بیسواں حصہ ہے''۔ [2]

---

[1] بخاری ومسلم [2] بخاری

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو پیداوار بارشی پانی یا نہری پانی یا چشموں کے پانی سے حاصل ہوئی ہو اس کا دسواں حصہ اور جسے مشینوں کے ذریعے سیراب کر کے حاصل کیا گیا ہو اس کا بیسواں حصہ بطورِ زکوٰۃ ادا کرنا ہو گا۔

مسئلہ نمبر ۱:

زرعی پیداوار پر سال گذرنا ضروری نہیں بلکہ وہ جیسے ہی حاصل ہو گی اس کی زکوٰۃ فورا ادا کرنی ہو گی، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (سورة الأنعام : 141)

''اس کا حق اس کی کٹائی کے دن ادا کر دو''۔

مسئلہ نمبر ۲:

تازہ استعمال ہونے والے پھلوں اور سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے، الّا یہ کہ ان کی تجارت کی جائے، تجارت کی صورت میں ان کی قیمت اگر نصابِ زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور وہ سال بھر اس کے پاس رہے تو اس کا اڑھائی فیصد ادا کرنا ہو گا۔

مصارفِ زکوٰۃ

یعنی کون لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں؟ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِيْ الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ﴾ (سورة التوبة : 60)

''صدقے صرف فقیروں، مسکینوں اور ان کے وصول کرنے والوں کیلئے ہیں، اور ان کیلئے جن کی تالیفِ قلب مقصود ہو، اور گردنیں چھڑانے میں، اور قرض داروں کیلئے، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کیلئے، یہ فرض ہے اللہ کی

طرف سے"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ لینے کے مستحق یہی آٹھ ہیں، ان کو چھوڑ کر کسی اور کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، البتہ یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ کی رقم ان آٹھوں پر خرچ کی جائے بلکہ ان میں سے جو زیادہ مناسب اور زیادہ ضرورتمند ہو اس پر اسے خرچ کردیا جائے۔

① و ② فقراء اور مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضرورتمند ہوں اور جن کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرسکیں، انھیں زکوٰۃ کی رقم سے اتنا پیسہ دیا جائے کہ جو زیادہ سے زیادہ ایک سال تک ان کی ضروریات کیلئے کافی ہو۔

③ ﴿الْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ سے مراد زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے اور اسے مستحقین میں تقسیم کرنے والے لوگ ہیں، انھیں زکوٰۃ کی رقم سے ان کے کام کے بقدر تنخواہ یا وظیفہ دیا جاسکتا ہے خواہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

④ ﴿الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ سے مراد کمزور ایمان والے نومسلم لوگ ہیں، یا ایسے لوگ جن کے مسلمان ہونے کی امید ہو، یا ایسے کفار جن کو مال دینے سے توقع ہو کہ وہ اپنے قبیلے یا علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔

⑤ ﴿وَفِيْ الرِّقَابِ﴾ سے مراد ہے غلاموں کو انکے آقاؤں سے چھڑا کر آزاد کرنا۔

⑥ مقروض جو قرض واپس کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس نے قرضہ جائز مقصد کیلئے لیا ہو، اسی طرح وہ لوگ جن پر چٹی پڑ جائے، یا ان کا کاروبار شدید خسارے کا شکار ہوگیا ہو تو انھیں بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

⑦ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ سے مراد جہاد اور دیگر تمام دینی مقاصد ہیں جو اللہ کی رضا کے موجب بنتے ہیں، مثلاً دینی مدارس کی تعمیر، ان میں زیرِ تعلیم طلبہ اور ہسپتال وغیرہ میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

⑧ وہ مسافر جس کا سفر جائز مقصد کیلئے ہو اور اس کا زادِراہ دورانِ سفر ختم ہو جائے اور وہ سفری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے پیسے کا محتاج ہو اسے بھی بقدر ضرورت زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

تنبیہ نمبر ۱:

مذکورہ مستحقینِ زکوٰۃ اگر اپنے قریبی رشتہ داروں میں مل جائیں تو انھیں زکوٰۃ دینے سے دوگنا اجر ملتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ ، وَعَلٰى ذِى الرَّحِمِ ثِنْتَانِ : صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ)) [1]

"مسکین پر صدقہ کرنے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے، اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے سے صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا اجر ملتا ہے"۔

تنبیہ نمبر ۲:

اپنے بیوی بچوں، والدین اور اپنے زیرِ کفالت افراد کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی، ہاں بہن بھائی اگر ضرورتمند ہوں تو انھیں زکوٰۃ دینے سے دوگنا اجر ملے گا۔

تنبیہ نمبر ۳:

اسی طرح دولتمند کو اور اس شخص کو جو کما سکتا ہو، زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی، حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ صدقہ تقسیم فرما رہے تھے، اس دوران دو صحتمند آدمی آئے اور صدقہ کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا، پھر نظر نیچی کر لی، اور فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں، لیکن صدقے میں غنی اور اس قوی کا کوئی حصہ نہیں جو کما سکتا ہو"۔ [2]

تنبیہ نمبر ۴:

فاسق و فاجر اور آلِ رسول ﷺ کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

[1] نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مسند احمد – صحیح الجامع: 3858

[2] ابو داؤد ، نسائی

چوتھا رکن: ماہِ رمضان کا روزہ

رمضان المبارک کے فضائل واحکام

ترتیب: شیخ عبدالخالق محمد صادق

روزہ کی فرضیت:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (سورۃ البقرۃ :۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر بھی روزے اسی طرح فرض کیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے اگلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ حاصل کرسکو''۔

ماہِ رمضان المبارک کے روزے اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہیں جو شعبان ۲ ؁ھ میں فرض کیئے گئے اور نبی ﷺ نے اپنی حیاتِ طیّبہ میں ۹ بار رمضان کے روزے رکھے۔

فضائلِ روزہ:

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا :

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [1]

''جس نے حالتِ ایمان میں اللہ سے حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں''۔

روزہ خوروں کا انجام:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں میرے پاس دوفرشتے آئے جنہوں نے

[1] بخاری ومسلم

میرے بازوؤں کو پکڑ کر مجھے اٹھایا اور ایک دشوار چڑھائی والے پہاڑ تک لے جا کر مجھے اس پر چڑھنے کے لیئے کہا' میں نے کہا: ''میں اس پر چڑھ نہیں سکتا۔'' تو انہوں نے کہا: آپ کوشش کریں ہم آپ کا تعاون کریں گے۔ میں نے اس پر چڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گیا تو میں نے وہاں چیخنے اور چلّانے کی آوازیں سنیں' میں نے دریافت کیا کہ یہ چیخ وپکار کیسی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: یہ جہنمیوں کی آہ وبکاء کا شور ہے۔ پھر مجھے اس سے آگے لے جایا گیا جہاں میں نے کچھ لوگوں کو اُلٹا لٹکتے ہوئے دیکھا جن کی باچھیں چیر دی گئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزوں کے ایام میں کھایا پیا کرتے تھے۔ [1]

استقبالی روزہ:

رمضان المبارک کے استقبال کے لیئے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ [2] ہاں اگر کوئی پہلے سے روزہ رکھ رہا ہو اور اس کے معمول میں یہ دن آ جائیں تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ [3]

وجوبِ روزہ کی شرائط:

وجوب روزہ کی چار شرائط ہیں:

① اسلام، لہٰذا غیر مسلم پر روزہ نہ فرض ہے اور نہ اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

② بلوغت، نابالغ پر روزہ فرض نہیں' ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے رکھنا چاہے تو بہتر ہے اور اسے اس کا ثواب ملے گا۔

---

[1] سنن کبریٰ نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، صحیح الترغیب والترہیب للالبانی 1005
[2] ترمذی
[3] بخاری مع الفتح 109/4، مسلم، ترمذی، نسائی — ریاض الصالحین، ص 481 بمراجعہ الارناؤوط

③ عقل، مجنون یا ماؤف العقل پر روزہ فرض نہیں حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے۔

④ طاقت اور صحت، روزہ رکھنے والا روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو، لہٰذا مریض جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا مسافر جس کو بامشقت سفر درپیش ہو اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو وہ افطار کر سکتے ہیں جس کی بعد میں قضا دینی ہوگی اور اسی طرح عورتیں ایام مخصوصہ میں روزہ نہیں رکھیں گی بعد میں قضاء دیں گی نیز حمل اور رضاعت کے دوران روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کریں تو انہیں افطار کی اجازت ہے اور بعد میں موقعہ ملنے پر قضاء دیں گی۔

روزہ کی نیت:

نیت کا تعلق دل سے ہے لہٰذا دل میں روزہ کی نیت کی جائے، اور نیت کے مروجہ الفاظ (وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ) کسی حدیث سے ثابت نہیں، نیز فرض روزے کی نیت طلوعِ فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہے"۔ [۱]

"لیکن نفلی روزے کی نیت طلوعِ فجر کے بعد ظہر سے پہلے بھی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ طلوعِ فجر کے بعد کچھ کھایا یا پیا نہ ہو۔

سحری کھانا:

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ [۲]

اور سحری تاخیر سے کھانا افضل ہے، نیز اگر کھانے کے دوران آذانِ فجر شروع ہو جائے تو جو کچھ کھا رہے ہوں اسے پورا کر لینا چاہئیے لیکن اسے عادت بنانا درست نہیں ہے، اگر رات کو روزے کی نیت کر کے سوئے اور صبح سحری کے لیئے بیدار نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں بغیر کچھ کھائے پیئے

[۱] ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ ومسند احمد-صحیح الجامع: 6538

[۲] بخاری ومسلم

روزہ مکمل کرلے تو روزہ صحیح ہوگا، نیز اگر غُسلِ واجب کی حاجت ہو اور سحری کا وقت کم ہو تو ایسی صورت میں وضو کر کے پہلے سحری کھا لی جائے اور بعد میں غسل کر کے نماز ادا کریں۔ [1]

افطاری:

آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیئے، اور افطاری بہتر ہے کہ کھجور کے ساتھ کی جائے اور اگر کھجوریں میسّر نہیں تو پانی سے یا کسی بھی چیز سے افطاری کی جاسکتی ہے۔ [2]

افطاری کے وقت کی دعا:

(۱) ((اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلَی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)) [3]

''اے اللہ! میں نے تیری رضا کے لیئے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق کے ساتھ افطار کر رہا ہوں''۔

(۲) ((ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ)) [4]

''پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا''۔

دوسروں کو افطار کروانے کا اجر و ثواب:

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا اسے بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا''۔ [5]

---

[1] بخاری

[2] ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مستدرک حاکم-مشکوٰۃ 621/1، مسند احمد-الفتح الربانی 8,7/10

[3] ابو داؤد

[4] ابو داؤ، سنن کبریٰ نسائی، دارقطنی، مستدرک حاکم وصححہ الالبانی، مشکوٰۃ 612/1

[5] ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزیمہ، مسند احمد-صحیح الجامع: 6415

کسی کے ہاں کھانا کھانے کے بعد کی دعا:

((اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ)) [1]

"آپ کے پاس روزہ دار افطار کرتے رہیں' نیک لوگ کھاتے رہیں اور فرشتے آپ کے لیئے دعا کرتے رہیں"۔

غلطی سے روزہ افطار کرنا:

خرابیٔ موسم کی بنا پر یا کسی ریڈیو اور ٹی وی پر کسی دوسرے ملک کی آذان سن کر غلطی سے روزہ افطار کرلیا تو اس کی قضا دینی ہوگی۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

① دانستہ کھانا پینا۔ ② روزے کی حالت میں ازدواجی تعلقات قائم کرنا، یا مادۂ تولید خارج کرنا۔ ③ عمداً قیئ کرنا۔ ④ ناک میں پانی یا دوا اس طرح ڈالنا کہ وہ حلق میں اتر جائے۔ ⑤ گلوکوز یا غذائیت کے ٹیکہ جات لگوانا۔ ⑥ نسوار لینا، حقہ یا سگریٹ پینا اور بیڑی یا پان کھانا۔ ⑦ حُقنہ (نیمہ) کروانا۔ ⑧ حیض ونفاس کا شروع ہونا۔ ⑨ روزے کی نیت ختم کرلینا۔ ⑩ جنون طاری ہونا۔ [2]

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

① بھول کر کھانا پینا۔ ② احتلام ہونا۔ ③ از خود قیئ آجانا۔ ④ خشک یا تر مسواک استعمال کرنا۔ ⑤ شدت گرمی کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا یا کپڑا وغیرہ تر کرکے سر پر رکھنا۔ ⑥ نہر یا تالاب میں غوطہ زنی کرنا بشرطیکہ پانی حلق سے نیچے نہ اترے۔ ⑦ ناک یا منہ میں بغیر مبالغہ کے پانی ڈالنا یا کُلی کرتے وقت احتیاط کے باوجود پانی حلق میں اتر جانا۔ ⑧ بوقت ضرورت ہنڈیا

[1] ابو داؤد
[2] للتفصیل: الفتح الربانی، زاد المعاد، فتاویٰ ابن تیمیہ، فتاویٰ علماء حدیث، نیل الاوطار، فتح الباری وغیرہ۔

کا ذائقہ چکھ کر فوراً تھوک دینا۔ ⑨ بوقتِ ضرورت چھوٹے بچوں کو کوئی چیز چبا کر دینا بشرطیکہ اس کے ذرات حلق میں نہ جائیں۔ ⑩ سُرمہ لگانا، سر اور بدن میں تیل لگانا اور خوشبو لگانا۔ ⑪ بامرِ مجبوری کان اور ناک میں دوائی ڈالنا، لیکن اگر اس سے بچا جائے تو بہتر ہے۔ ⑫ مکھی، مچھر، گرد وغبار، دھوئیں یا آٹے کا اُڑ کر حلق میں اتر جانا۔ ⑬ مسوڑھوں سے نکلنے والے خون، دانتوں میں اٹکے ہوئے کھانے کے ذرات کا حلق میں اتر جانا۔ ⑭ دانت وغیرہ نکلوانا یا بوقت ضرورت کسی مریض کو خون دینا۔ ⑮ علاج کے لیئے فصد کروانا یعنی سنگی یا پچھنے لگوانا۔ ⑯ بعض علماء کے نزدیک ضیقِ نفس (دمہ) کے مریضوں کے لیئے سپرے SPRAY کا استعمال کرنا۔ [1]

حالتِ روزہ میں درجِ ذیل امور سے اجتناب کرنا چاہیئے:

① جھوٹ، بہتان طرازی، غیبت، چغلی، گالی گلوچ اور طعن و تشنیع۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) [2]

”جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کو نہیں چھوڑتا، تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے“۔

② چوری چھپے کسی کی باتیں سننا، بدگمانی کرنا اور کسی کے عیب تلاش کرنا۔

③ فحش لٹریچر کا مطالعہ، فلمیں اور فحش ڈرامے دیکھنا۔

④ جوا، شطرنج اور وقت ضائع کرنے والی گیمیں۔

⑤ امانت میں خیانت، ڈیوٹی ٹائم پورا نہ کرنا، اپنے ماتحت ملازمین پر بے جا سختی اور فرائض میں کوتاہی۔ یہ چیزیں عام طور پر بھی جائز نہیں لیکن حالتِ روزہ میں ایسا کرنے سے روزے کے

[1] للتفصیل: الفتح الربانی، نیل الاوطار، فتاویٰ ابن تیمیہ، فتاویٰ علماء حدیث، فقہ السنہ، تحفۃ الاحوذی وغیرہ۔ [2] بخاری

اجر وثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

نمازِ تراویح :

تراویح، قیام اللیل اور تہجد ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں ۔قیام رمضان یا تراویح سنت ہے جسکی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

”جس مومن نے اللہ سے حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا (یعنی نمازِ تراویح ادا کی) اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں“۔

لیکن اگر کسی وجہ سے تراویح نہ پڑھی جا سکے تو اس سے روزے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبیِ اکرم ﷺ رمضان کی راتوں میں کس قدر قیام فرمایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

”آپ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے“۔ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعت تراویح (قیام اللیل) پڑھائیں۔

لہٰذا مسنون تراویح گیارہ رکعت یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ہیں ۔ نیز نماز تراویح [2] باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔

آخری عشرہ کی فضیلت:

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو نبیِ اکرم ﷺ عبادت کے لیئے کمر بستہ ہو جاتے اور ان راتوں کو خود بھی رات بھر عبادت کرتے اور اپنے اہلِ

---

[1] بخاری ومسلم

[2] تراویح کے موضوع پر ہماری مفصل کتاب توحید پبلیکیشنز اور مکتبہ کتاب وسنت کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔(ابوعدنان)

خانہ کو بھی بیدار رکھتے''۔ [1]

اعتکاف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا مسنون ہے یعنی''ایسی مسجد جہاں جمعہ اور جماعت کا اہتمام ہو عبادت کی نیت سے ۲۱ رمضان کی صبح کو اپنے معتکف میں داخل ہونا اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے نکلنا'' اور اس دوران بغیر ضرورت کے وہاں سے نہ نکلنا، شادی بیاہ یا عیادت وجنازہ میں شرکت نہ کرنا بلکہ یکسو ہو کر تلاوتِ قرآن، نوافل اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہیئے، اعتکاف ایک دن یا اس سے کم کا بھی کیا جا سکتا ہے۔

لیلۃ القدر:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے آخری عشرے میں ایک ایسی رات رکھی ہے جسکی عبادت ہزار ماہ (۸۳ سال اور چار ماہ) کی عبادت سے بہتر ہے اور اس رات میں کی جانے والی دعائیں اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں (۲۱،۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو''۔ [2]

لیلۃ القدر کی دعا:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ)) [3]

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے لہٰذا تو مجھے معاف کردے''۔

صدقۃ الفطر :

صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر فرض ہے جس کا مقصد ایک تو روزوں میں واقع ہونے والی

[1] بخاری ومسلم [2] ترمذی، نسائی، أحمد

[3] ترمذی، ابن ماجه، مسند أحمد–مشکوٰۃ 634/1

کمی کو پورا کرنا اور دوسرا فقراء و مساکین کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر صدقۂ فطر فرض قرار دیا خواہ کوئی آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ (۱)

صدقۃ الفطر کی مقدار:

صدقۃ الفطر ایک ''صاع'' یعنی سوا دو کلو اناج یعنی گندم، چاول، کھجور وغیرہ سے ادا کرنا چاہیئے، بہتر یہی ہے کہ جنس ادا کی جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو سوا دو کلو کے پیسے بھی ادا کئے جا سکتے ہیں، اور صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے، یہ فقراء و مساکین کا حق ہے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے اختتام پر مسلمان عید الفطر مناتے ہیں جو کہ رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق ملنے کا شکرانہ ہے، لہٰذا شوال کا چاند دیکھتے ہی تکبیرات ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَّاَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)) پڑھنی چاہئیں۔ عید کے دن غسل کر کے، عمدہ لباس پہن کر، خوشبو لگا کر، کچھ کھا پی کر عید گاہ میں جانا چاہیئے اور واپسی پر راستہ بدل کر آنا مسنون ہے، نمازِ عید دو رکعت ہے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیرات اور دوسری میں تکبیرِ انتقال کے بعد پانچ کہی جائیں گی۔ رمضان کے مبارک لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے اس میں تلاوتِ قرآنِ کریم اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے کیونکہ روزہ دار کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔

شوال کے چھ روزے:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے''۔ (۲)

(۱) بخاری و مسلم (۲) مسلم

یہ روزے ایک ساتھ یا الگ الگ بھی رکھے جاسکتے ہیں، ویسے ایک ساتھ رکھنا بہتر ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے''۔ [۱]

روزوں کی قضاء:

اگر کسی وجہ سے رمضان کے روزے [۲] نہ رکھے جاسکیں، یا روزہ رکھ کر توڑ دیا ہو تو اس کے بدلے رمضان کے بعد روزہ رکھ کر قضاء دینی ہوگی، اگر روزہ رکھنے کی سکت نہ ہو جیسا کہ مسلسل مریض وغیرہ تو انہیں فدیہ دینے کی اجازت ہے یعنی ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا، چاہے تو ہر روز کھلائے اور چاہے تو ایک ساتھ ہی تمام روزوں کا حساب لگا کر اسے دیدے۔

قضاء اور کفّارہ:

اگر حالتِ روزہ میں ازدواجی تعلقات سے روزہ فاسد ہوا ہو تو پھر قضاء کے ساتھ کفّارہ بھی دینا ہوگا، یعنی غلام آزاد کرنا، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، نیز اگر دائمی مریض اور بڑھاپے کی وجہ سے انتہائی کمزور افراد جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں انھیں فدیہ دینا ہوگا، یعنی ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا دینا ہوگا۔

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْكُمْ صَالِحَ الْأَعْمَالِ

[۱] مسلم

[۲] رمضان و روزہ کے فضائل و برکات پر ہماری ایک مفصل کتاب توحید پبلیکیشنز، بنگلور سے شائع ہوچکی۔ والحمد للہ۔ جبکہ روزہ کے مسائل و احکام پر کتاب تیار ہے جو کہ عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ ان شآء اللہ (ابوعدنان)

پانچواں رکن: حج:

ترتیب: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

حج کی فرضیت:

حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے، اور ہر ایسے مرد وعورت پر فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾

(سورة آل عمران : 97)

”حج بیت اللہ کرنا ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہوں“۔

یعنی مالی وجسمانی لحاظ سے مستطیع ہوں اور کوئی مانع نہ ہو اور عورت کے لیے محرم موجود ہو۔ اور جب قدرت موجود ہو، تو حج فوراً کر لینا چاہیئے، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”جس کا حج کرنے کا ارادہ ہو وہ جلدی حج کر لے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار پڑ جائے یا اسے کوئی ضرورت پیش آ جائے“۔ [1]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ لوگوں کو بھیج کر معلوم کروں کہ کس کے پاس مال موجود ہے اور وہ حج پر نہیں گیا تو اس پر جزیہ لگا دیا جائے۔ [2]

---

[1] ابوداؤد، نسائی، مسنداحمد، ابن ماجه، دارمی، دارقطنی، حاکم، بیهقی، مصنف ابن ابی شیبه

[2] شرح الاعتقاد للالکائی و صححه ابن حجر فی تلخیص الحبیر 233/2

حج کی فضیلت:

حج کی فضیلت میں وارد چند احادیثِ رسول ﷺ ملاحظہ کریں:

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ)) [1]

"حجِ مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے"۔

اور حجِ مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو، اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی نیکی کے کام زیادہ کرنے لگ جائے اور دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔ [2]

② رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ)) [3]

"کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ خطاؤں کو ختم کر دیتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔

③ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَدِيْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) [4]

"حج اور عمرہ ہمیشہ کرتے رہا کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس

---

[1] متفق علیہ [2] للتفصيل المرعاة شرح المشكوٰة 190/6 طبع سانگلہ ہل

[3] مسلم 137/2، ابن خزيمه: 2515

[4] معجم الطبراني الاوسط والدارقطني، وصححه الألباني–صحيح الجامع: 253، الصحيحه: 1085

طرح ختم کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کردیتی ہے''۔

④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ، دَعَاھُمْ فَأَجَابُوْہُ،وَسَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ)) [1]

''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ کے مہمان ہوتے ہیں، اللہ نے انھیں بلایا تو یہ چلے آئے' اور اب یہ جو کچھ اللہ سے مانگیں گے وہ انھیں عطا کرے گا''۔

سفرِ حج سے پہلے چند آداب:

① عازمِ حج پر لازم ہے کہ وہ حج وعمرہ کے ذریعے صرف اللہ کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے۔

② وہ حج کے اخراجات رزقِ حلال سے کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(إِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ وَلَا یَقْبَلُ إِلَّا طَیِّباً) [2]

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول کرتا ہے''۔

③ تمام گناہوں سے سچی توبہ کرلے اور اگر اس پر لوگوں کا کوئی حق (قرضہ وغیرہ) ہے تو اسے ادا کردے، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرے' اور اگر کچھ حقوق وہ ادا نہیں کر پایا تو انھیں ان کے متعلق آگاہ کردے۔

④ قرآن وسنت کی روشنی میں حج وعمرہ کے احکامات کو سیکھ لے، اور سنی سنائی باتوں پر اعتماد نہ کرے۔

⑤ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے محرم یا خاوند کے ساتھ ہی سفرِ حج کرے اور اکیلی روانہ نہ ہو، کیونکہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[1] ابن ماجہ، ابن حبان، طبرانی کبیر–الصحیحہ: 1820، صحیح الجامع: 4171

[2] مسلم، دارمی، مسنداحمد، مصنف عبدالرزاق

((لَا يَحِلُّ لِإِمْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا))[1]

"کسی عورت کے لیئے حلال نہیں کہ وہ اپنے محرم کے بغیر سفر کرے"۔

دورانِ سفر اور دورانِ ادائیگیٔ حج چند ضروری آداب:

① احرام کی نیت کرنے کے بعد زبان کی خصوصی طور پر حفاظت کریں اور فضول گفتگو سے پرہیز کریں، اپنے ساتھیوں کو ایذاء نہ دیں اور ان سے برادرانہ سلوک رکھیں، اور اپنے تمام فارغ اوقات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذاریں، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))[2]

"جس نے حج کیا اور اس دوران بے ہودگی اور اللہ کی نافرمانی سے بچا رہا وہ اس طرح واپس لوٹے گا جیسے آج اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہو"۔

② حجاج کے رش میں خصوصا حالتِ طواف وسعی میں اور کنکریاں مارتے ہوئے کوشش کریں کہ کسی کو آپ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور اگر کسی سے آپ کو تکلیف پہنچے تو اس سے درگذر کریں اور جھگڑا نہ کریں۔

③ باجماعت نماز پڑھنے کی پابندی کریں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی نہ برتیں۔

④ خواتین غیر مردوں کے سامنے بے پردہ نہ ہوں اور ان کے سامنے آئیں تو دوپٹے یا چادر وغیرہ سے پردہ کریں۔

حجِ تمتع کے مختصر احکام:

عمرہ: احرام، تلبیہ، طواف، سعی، بالوں کو منڈوانا یا کٹوانا۔

حج:

8/ذوالحج: احرامِ حج، تلبیہ، منیٰ میں نو ذوالحج کی صبح تک قیام۔

[1] مسلم [2] بخاری

9/ ذو الحج: وقوفِ عرفات، دس کی رات مزدلفہ میں قیام۔

10/ ذو الحج: بڑے جمرة کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا طوافِ افاضہ وسعی، گیارہ کی رات منیٰ میں قیام۔

11، 12/ ذو الحج (جس نے جلدی کی) اور 13/ ذو الحج (جس نے تاخیر کی):

تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا، منیٰ میں قیام، مکہ مکرمہ سے روانگی سے پہلے طوافِ وداع۔

عمرہ کے تفصیلی احکام

① احرام:

① احرام حج وعمرہ کا پہلا رکن ہے، اور اس سے مراد ہے احرام کا لباس پہن کر تلبیہ کہتے ہوئے مناسکِ حج وعمرہ کو شروع کرنے کی نیت کر لینا، اور ایسا کرنے سے اس پر چند امور کی پابندی کرنا لازمی ہو جاتا ہے، عمرے کا احرام میقات سے شروع ہوتا ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ لباسِ احرام پہلے پہن لیا جائے اور نیت میقات سے کی جائے، میقات سے حج وعمرہ کی نیت والے کا احرام باندھے بغیر گذرنا حرام ہے، اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اسے میقات پر واپس آنا یا مکہ جا کر دم دینا پڑے گا۔

② احرام باندھتے وقت غسل کرنا، صفائی کے امور کا خیال کرنا اور بدن پر خوشبو لگانا سنت ہے۔

③ مرد دو سفید اور صاف ستھری چادروں میں احرام باندھیں گے جبکہ خواتین اپنے عام لباس میں ہی احرام کی نیت کریں گی، البتہ نقاب نہیں باندھیں گی تاہم غیر محرم سے سر کا کپڑا گرا کر پردہ ضرور کریں گی اور دستانے نہیں پہنیں گی، اگر میقات پر عورت مخصوص ایام میں ہے تب بھی وہ غسل کر کے احرام کی نیت کر لے گی۔

④ احرام کی نیت ان الفاظ سے ہوگی "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ عُمْرَةً" اور اگر راستے میں کسی رکاوٹ

کے پیش آنے کا خطرہ ہوتو اسے یہ الفاظ بھی پڑھنے چاہییں: ((اَللّٰھُمَّ إِنْ حَبَسَنِی حَابِسٌ فَمَحِلّی حَیْثُ حَبَسْتَنِی)) پھر تلبیہ پڑھنا شروع کردیں اور طواف شروع کرنے تک اسے پڑھتے رہیں، تلبیہ یہ ہے:

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ))

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہت تیرے لیئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں''۔

⑤ مردوں کیلئے مستحب ہے کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم دیا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی مسلمان جب تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں پتھر اور درخت بھی تلبیہ پڑھتے ہیں''۔ [1]

⑥ احرام باندھ لینے کے بعد کئی لوگ فوٹو کھنچواتے ہیں، اور عورتیں بے پردہ ہوجاتی ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور کچھ لوگ میقات سے ہی اپنا دایاں کندھا ننگا کر لیتے ہیں حالانکہ ایسا صرف طوافِ قدوم میں کرنا چاہیئے۔

⑦ **محظوراتِ احرام:**

احرام کی نیت کرنے کے بعد کچھ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو کہ یہ ہیں: ''جسم کے کسی حصے سے بال اکھیڑنا یا کٹوانا، ناخن کاٹنا، خوشبو استعمال کرنا، بیوی سے صحبت یا بوس و کنار کرنا، دستانے پہننا، اور شکار کرنا، مرد پر سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر کو ڈھانپنا حرام ہوجاتا ہے اور عورت پر

[1] ترمذی، ابن ماجه، مستدرک حاکم، طبرانی اوسط، مسندابویعلیٰ البیهقی اور ابن خزیمة، للتفصیل: سوئے حرم: حدیث: 81 تالیف: ابوعدنان

نقاب باندھنا ممنوع ہو جاتا ہے البتہ وہ غیر مردوں کے سامنے چہرے کا پردہ کرنے کی پابند ہوگی خواہ کپڑا اس کے چہرے کو بھی لگ جائے' کیونکہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور صحابیات رضی اللہ عنہن اسی طرح کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں، جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ہر عورت اپنی چادر سر سے چہرے پر لٹکا لیتی، اور جب وہ آگے چلے جاتے تو ہم اپنے چہروں سے پردہ ہٹا لیتیں''۔ [1]

⑧ حالتِ احرام میں غسل کرنا، سر میں خارش کرنا، چھتری کے ذریعے سایہ کرنا اور بیلٹ باندھنا جائز ہے۔

② طواف:

① مسجد حرام میں پہنچ کر تلبیہ بند کر دیں، پھر حجر اسود کے سامنے آئیں، اپنا دایاں کندھا ننگا کر لیں، اگر بآسانی حجر اسود کو بوسہ دے سکتے ہوں تو ٹھیک ورنہ ہاتھ لگا کر اسے چوم لیں، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کی طرف اشارہ کر کے زبان سے ((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہیں اور طواف شروع کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

''اے عمر! تم طاقتور ہو، سو کمزور کو ایذا نہ دو، اور جب حجر اسود کا استلام کرنا چاہو تو دیکھ لو، اگر بآسانی کر سکو تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے سامنے آ کر تکبیر کہہ لو''۔ [2]

② پہلے تین چکروں میں کندھے ہلاتے ہوئے، چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ، تیز تیز چلیں، اگر رش ہو تو صرف کندھوں کو ہلانا کافی ہوگا، یاد رہے کہ یہ حکم عورتوں اور ان کے ساتھ جانے والے مردوں کیلئے نہیں ہے۔

③ دورانِ طواف ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں، ہر چکر کی کوئی خاص دعا نہیں ہے، البتہ رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ

[1] ابو داؤد: 1833، ابن ماجہ: 2935، ابن خذیمہ: 2691، دارقطنی 294/2، مسند احمد: 30/6

[2] مسند احمد: 28/1

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾(سورۂ بقرہ: 201) کا پڑھنا مسنون ہے، اگر چاہیں تو ملتزم سے چمٹ کر بھی دعا کر سکتے ہیں جو کہ حجرِ اسود اور باب کعبہ کا درمیانی حصہ ہے۔ ذکر اور دعا میں آواز بلند کرنا درست نہیں ہے۔

④ رکنِ یمانی کو ہاتھ لگا سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ بغیر اشارہ کرنے اور بوسہ دینے کے وہاں سے گذر جائیں۔

⑤ سات چکر مکمل کر کے مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے اگر جگہ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مسجد حرام کے کسی حصے میں دو رکعات ادا کریں، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ''الکافرون'' اور دوسری میں ''الاخلاص'' پڑھیں، پھر زمزم کا پانی پئیں اور اپنے سر پر بہائیں، اس کے بعد اگر ہو سکے تو حجر اسود کا استلام کریں ورنہ سیدھے صفا کی طرف چلے جائیں۔

③ سعی:

صفا کے قریب جا کر ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾(سورۂ بقرہ: 158) پڑھیں، پھر صفا پہ چڑھ جائیں اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھیں:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ))[1]

پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں، تین مرتبہ اسی طرح کر کے مروہ کی طرف روانہ ہو جائیں، راستے میں دو سبز نشانوں کے درمیان دوڑیں، البتہ عورتیں اور ان کے ساتھ جانے والے مرد نہیں دوڑیں گے، پھر عام رفتار میں چلتے ہوئے مروہ پر پہنچیں، یہاں پہنچ کر ایک چکر پورا ہو جائے گا، اب یہاں بھی وہی کریں جو آپ نے صفا پر کیا تھا' پھر واپس صفا کی طرف آئیں، راستے میں دو سبز نشانوں کے درمیان دوڑیں، صفا پہ پہنچ کر دوسرا چکر مکمل ہو جائے گا، پھر اسی

[1] مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی.

طرح سات چکر پورے کریں، آخری چکر مروہ پر پورا ہوگا، دورانِ سعی ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں۔

④ سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا:

صفا اور مروہ کے درمیان سعی مکمل کر کے سر منڈوالیں یا پورے سر کے بال چھوٹے کروا لیں، عورت اپنی ہر چوٹی سے انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کٹوائے۔

اس طرح آپ کا عمرہ مکمل ہو جائے گا، اور احرام کی وجہ سے جو پابندیاں عائد ہوئی تھیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ اب آپ احرام کھول دیں۔

عمرے کے بعد آٹھ ذوالحج تک ....؟

① بعض لوگ عمرے سے فارغ ہو کر مختلف مساجد اور پہاڑوں کی زیارت کیلئے ثواب کی نیت سے جاتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا محض ضیاعِ وقت ہے' اسی طرح مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا سے احرام باندھ کر بار بار عمرے کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔

② مسجد حرام میں نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کریں اور اس کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ اس میں ایک نماز دیگر مساجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہوتی ہے۔

③ خانہ کعبہ کا نفلی طواف کرتے رہیں، صحیح حدیث میں آتا ہے کہ طواف کرتے ہوئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور پورے سات چکر لگانے کا ثواب ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔ [1]

---

[1] الحاکم ، ابن خزیمۃ ، صحیح الترغیب والترھیب للألبانی :1139

حج کے تفصیلی احکام

8/ذوالحج (یوم الترویہ):

مکہ مکرمہ میں جہاں آپ رہائش پذیر ہیں، وہیں سے حج کا احرام باندھ لیں، احرامِ حج کا طریقہ بھی وہی ہے جو احرامِ عمرہ کا ہے، صفائی اور غسل کر کے اور بدن پر خوشبو لگا کر احرام کا لباس پہن لیں، پھر ''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ حَجًّا'' کہتے ہوئے حج کی نیت کر لیں اور تلبیہ شروع کر دیں، اور دس ذوالحج کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ پڑھتے رہیں، احرام باندھ کر ظہر سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں، جہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور 9/ذوالحج کی فجر کی نمازیں قصر کر کے اپنے اپنے وقت پر پڑھنی ہونگی اور رات کو وہیں ٹھرنا ہوگا۔

9/ذوالحج (یومِ عرفہ):

① طلوعِ شمس کے بعد تکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں، اور اس بات کا یقین کر لیں کہ آپ حدودِ عرفہ کے اندر ہیں، زوالِ شمس کے بعد اگر ہو سکے تو امام کا خطبۂ حج سنیں اور اس کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع وقصر کر کے پڑھیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو اپنے خیمے میں ہی دونوں نمازیں جمع وقصر کرتے ہوئے باجماعت ادا کر لیں۔

② پھر غروبِ شمس تک ذکر، دعا تلبیہ اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں اور یہ دعا بار بار پڑھیں:

((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ))[1]

اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری ظاہر کریں، اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور ہاتھ اٹھا کر دنیا وآخرت میں خیر وبھلائی کی دعا کریں، اس دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہلِ عرفات پر فخر کرتا ہے۔

[1] ترمذی، مسند احمد، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، اخبار مکہ فاکھی، سوئے حرم: 243

③ وقوفِ عرفہ کا وقت زوالِ شمس سے لے کر دسویں کی رات کو طلوعِ فجر تک رہتا ہے، اس دوران حاجی ایک گھڑی کیلیۓ بھی عرفات میں چلا جائے تو حج کا یہ رکن پورا ہو جاتا ہے۔

④ غروبِ شمس کے بعد عرفات سے انتہائی سکون کے ساتھ مزدلفہ کو روانہ ہو جائیں، جہاں سب سے پہلے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع وقصر کر کے باجماعت پڑھیں، پھر اپنی ضرورتیں پوری کر کے سو جائیں۔

⑤ عورتوں اور ان کے ساتھ جانے والے مردوں اور بچوں کیلیۓ اور اسی طرح کمزوروں کیلیۓ جائز ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جائیں۔

10/ذوالحج (یومِ عید):

① فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کریں، پھر صبح کی روشنی پھیلنے تک قبلہ رخ ہو کر ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں۔

② بڑے جمرۃ کو کنکریاں مارنے کیلیۓ مزدلفہ سے ہی موٹے چنے کے برابر کنکریاں اٹھا لیں، ایامِ تشریق میں کنکریاں مارنے کیلیۓ مزدلفہ سے کنکریاں اٹھانا ضروری نہیں۔

③ طلوعِ شمس سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جائیں، راستے میں وادیٔ محسر کو عبور کرتے ہوئے تیز تیز چلیں۔

④ منیٰ میں پہنچ کر سب سے پہلے بڑے جمرۃ کو، جو کہ مکہ کی طرف ہے، سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں، اور ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہیں، کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ پڑھنا بند کر دیں، کمزور یا بیمار مرد، بچے اور اسی طرح خواتین کنکریاں مارنے کیلیۓ کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا سکتے ہیں۔

⑤ پھر قربانی کا جانور ذبح کریں جو کہ بے عیب ہو اور مطلوبہ عمر کے مطابق ہو، قربانی کا گوشت اپنے لیۓ بھی لے آئیں اور فقراء میں بھی تقسیم کریں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کسی با اعتماد شرکہ (کمپنی) میں پیسے جمع کروا دیں، جو آپ کی طرف سے قربانی کرنے کی پابند ہو گی، اور اگر آپ بامرِ مجبوری قربانی نہیں کر سکتے تو آپ کو دس روزے رکھنا ہونگے، تین ایامِ حج میں اور

سات وطن لوٹ کر۔

⑥ پھر سر کے بال منڈوا دیں یا پورے سر کے بال چھوٹے کروا دیں، خواتین اپنی ہر چوٹی سے انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کٹوائیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ حلال ہو جائیں گے، جو کام بسببِ احرام ممنوع تھے وہ سب حلال ہو جائیں گے سوائے بیوی کے قرب کے جو کہ طوافِ افاضہ کے بعد جائز ہوگا۔ آپ صفائی اور غسل وغیرہ کر کے اپنا عام لباس پہن لیں اور طوافِ افاضہ کیلئے خانہ کعبہ چلے جائیں۔

⑦ طوافِ افاضہ حج کا رکن ہے، اگر کسی وجہ سے آپ دس ذوالحج کو طواف افاضہ نہیں کر سکے تو اسے بعد میں بھی کر سکتے ہیں، اور اگر خواتین مخصوص ایام میں ہوں تو وہ طہارت کے بعد طواف کریں گی، اگر وہ ایامِ تشریق کی کنکریاں مارنے کے بعد پاک ہوں تو طواف افاضہ کرتے ہوئے طوافِ وداع کی نیت بھی کر لیں تو ایسا کرنا درست ہوگا، اور اگر وہ قافلے کی روانگی تک پاک نہیں ہوتیں اور قافلہ والے بھی ان کا انتظار نہیں کر سکتے تو وہ غسل کر کے پیڈ باندھ لیں اور طواف کر لیں۔

⑧ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو رکعات ادا کریں، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں اور منیٰ کو واپس چلے جائیں جہاں گیارہ کی رات گذارنا واجب ہے۔

⑨ دس ذوالحج کے چار کام (کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق یا تقصیر، طواف و سعی) جس ترتیب سے ذکر کیئے گئے ہیں انھیں اسی ترتیب کے ساتھ کرنا مسنون ہے، تاہم ان میں تقدیم و تاخیر بھی جائز ہے۔

ایامِ تشریق:

① ۱۱ اور ۱۲ ذوالحج کی راتیں منیٰ میں گذارنا واجب ہے، اور اگر چاہیں تو ۱۳ تک بھی منیٰ میں رہ سکتے ہیں، ان ایام میں تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا ہوتا ہے، اس کا وقت زوالِ شمس سے لیکر آدھی رات تک ہوتا ہے۔

② سب سے پہلے چھوٹے جمرۃ کو سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں، ہر کنکری کے ساتھ "اللہ اکبر" کہیں، پھر اسی طرح درمیانے جمرۃ کو کنکریاں ماریں، اگر آپ کو کسی دوسرے کی طرف سے بھی کنکریاں مارنی ہوں تو پہلے اپنی کنکریاں مار کر پھر اس کی کنکریاں ماریں، چھوٹے اور درمیانے جمرۃ کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا مسنون ہے۔

③ پھر بڑے جمرۃ کو بھی اسی طرح کنکریاں ماریں، اس کے بعد دعا کرنا مسنون نہیں۔

④ کنکریاں مارتے ہوئے اگر قبلہ بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف ہو تو زیادہ بہتر ہے، لازم نہیں۔

⑤ تینوں جمرات کو کنکریاں مارنے کیلئے کنکریاں منیٰ میں کسی بھی جگہ سے اٹھا سکتے ہیں۔

⑥ جمرات کا نشانہ لیکر کنکریاں ماریں، صرف گول دائرے میں کنکریاں پھینک دینا کافی نہیں ہے۔

⑦ جمرات کو شیطان تصور کر کے انھیں گالیاں دینا یا جوتے رسید کرنا جہالت ہے۔

⑧ ایامِ تشریق کے فارغ اوقات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذاریں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کریں، اور باجماعت نمازوں کی پابندی کریں۔

⑨ اگر آپ ۱۲ ذوالحج کو ہی منیٰ سے روانہ ہونا چاہتے ہیں تو غروبِ شمس سے پہلے پہلے کنکریاں مار کر منیٰ کی حدود سے نکل جائیں ورنہ ۱۳ کی رات بھی وہیں گذارنا ہوگی اور پھر تیرہ کو کنکریاں مار کر ہی آپ منیٰ سے نکل سکیں گے۔

طواف الوداع :

مکہ مکرمہ سے روانگی سے پہلے طوافِ الوداع کرنا واجب ہے، اگر خواتین مخصوص ایام میں ہوں تو ان پر طوافِ وداع واجب نہیں، ۱۲ یا ۱۳ ذوالحج کو کنکریاں مارنے سے پہلے طواف وداع کرنا درست نہیں ہے۔

آدابِ زیارتِ مسجد نبوی

① مکہ مکرمہ میں حج مکمل ہو جاتا ہے، البتہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب حاصل کرنے کی نیت کر کے مدینہ طیبہ کا سفر کرنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ [1]

② مسجد نبوی میں پہنچ کر تحیۃ المسجد پڑھیں، بہتر ہے کہ روضۃ من ریاض الجنۃ میں جا کر پڑھیں کیونکہ وہ جنت کا ٹکڑا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے آئیں، درود وسلام پڑھیں اور بہتر ہے کہ درود ابراہیمی، جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے، پڑھا جائے، پھر آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہیں۔

③ اور اگر دعا کرنا چاہیں تو مسجد نبوی میں جہاں چاہیں قبلہ رخ ہو کر کریں۔

④ روضہ مبارکہ پر بنیتِ تبرک ہاتھ پھیرنا یا اس کا طواف کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔

⑤ مردوں کیلئے مستحب ہے کہ وہ بقیع الغرقد میں مدفون حضرات اور اسی طرح شہداء اُحد کی قبروں پہ جا کر انھیں سلام کہیں اور قبلہ رخ ہو کر ان کیلئے دعا کریں۔

⑥ مساجدِ مدینہ طیبہ میں سے مسجد نبوی کے علاوہ صرف مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مسجد قباء میں دو رکعت کا ثواب عمرے کے برابر ہے"۔ [2]

باقی مساجد میں نماز پڑھنے کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے، اس لیئے ان کا قصد کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] متفق علیہ

[2] ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان مسنداحمد، مستدرک حاکم، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ

حج میں ہونے والی عام غلطیاں

حج ایک عبادت ہے اور ہر عبادت کی قبولیت دو شرطوں کے ساتھ ہوتی ہے:

① اخلاصِ نیت اور ② رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے موافقت۔

اور اس تمنا کے پیشِ نظر کہ حجاجِ کرام کو حجِ مبرور نصیب ہو اور وہ گناہوں سے پاک ہو کر اپنے وطنوں کو واپس لوٹیں، ذیل میں حجاج کی عمومی غلطیاں درج کی جا رہی ہیں تاکہ حتیٰ الوسع ان سے پرہیز کیا جائے:

① بغیر احرام باندھے میقات کو عبور کر جانا۔ ② احرام باندھتے ہی دایاں کندھا ننگا کر لینا۔ ③ خاص ڈھب سے بنے ہوئے جوتے کی پابندی کرنا (حالانکہ ٹخنوں کو ننگا رکھتے ہوئے ہر قسم کا جوتا پہنا جا سکتا ہے)۔ ④ احرام باندھ کر بجائے کثرتِ ذکر واستغفار اور تلبیہ کے لہولعب میں مشغول رہنا۔ ⑤ باجماعت نماز ادا کرنے میں سستی کرنا۔ ⑥ خواتین کا بغیر محرم یا خاوند کے سفر کرنا۔ ⑦ غیر مردوں کے سامنے عورتوں کا پردہ نہ کرنا۔ ⑧ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کیلئے مزاحمت ودھکم پیل کرنا اور مسلمانوں کو ایذا دینا۔ ⑨ دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے حجرِ اسود کی طرف اشارہ کرنا۔ ⑩ حطیم کے درمیان سے گذرتے ہوئے طواف کرنا۔ ⑪ رکنِ یمانی کو بوسہ دینا یا استلام نہ کر سکنے کی صورت میں اس کی طرف اشارہ کرنا۔ ⑫ ہر چکر کیلئے کوئی دعا خاص کرنا۔ ⑬ کعبہ کی دیواروں پر بنیتِ تبرک ہاتھ پھیرنا۔ ⑭ طوافِ قدوم کے بعد بھی دایاں کندھا ننگا رکھنا۔ ⑮ دورانِ طواف دعائیں پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا۔ ⑯ صفا اور مروہ پر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرنا۔ ⑰ اقامتِ نماز ہو جانے کے بعد بھی سعی جاری رکھنا۔ ⑱ سعی کے سات چکروں کی بجائے چودہ چکر لگانا۔ ⑲ سر کے کچھ حصے سے بال کٹوا کر حلال ہو جانا۔ ⑳ حدودِ عرفہ سے باہر وقوف کرنا۔ ㉑ یہ عقیدہ رکھنا کہ جبلِ رحمت پر چڑھے بغیر وقوفِ عرفہ مکمل نہیں ہوتا۔ ㉒ غروبِ شمس سے پہلے عرفات سے روانہ ہو جانا۔ ㉓ مزدلفہ میں پہنچ کر سب سے

پہلے مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کی بجائے کنکریاں چننے میں لگ جانا۔ ㉔ مزدلفہ کی رات کونوافل پڑھنا۔ ㉕ کنکریاں دھونا۔ ㉕ سات کنکریاں بجائے ایک ایک کرکے مارنے کے ایک ہی بار دے مارنا۔ ㉗ کنکریاں مارنے کے مشروع وقت کا لحاظ نہ کرنا۔ ㉘ پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرۃ کو کنکریاں مارنے کی بجائے ترتیب الٹ دینا۔

㉙ چھوٹے اور درمیانے جمرۃ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہ کرنا۔ ㉚ قربانی کیلئے جانور کی عمر کا لحاظ نہ کرنا۔ ㉛ عیب دار جانور قربان کردینا۔ ㉜ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں نہ گذارنا۔ ㉝ ۱۲ یا ۱۳ ذوالحج کو کنکریاں مارنے سے پہلے طواف وداع کرلینا۔ ㉞ طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے الٹے پاؤں باہر آنا نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی نیت کرکے مدینہ طیبہ کا سفر کرنا۔ ㉟ حجاج کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو سلام بھیجنا۔ ㊱ ہر نماز کے بعد روضۂ رسول ﷺ کی طرف چلے جانا یا اس کی طرف رخ کرکے انتہائی ادب سے کھڑے ہوجانا۔ ㊲ دعا میں آپ ﷺ کو وسیلہ بنانا۔ ㊳ مدینہ طیبہ میں چالیس نمازوں کی پابندی کرنا۔

فہرستِ مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز (بنگلور)

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	بدعات اور ان کا تعارف	17	سماع وقوالی اور گانا وموسیقی
2	نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نمازِ وتر	18	نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں
3	مختصر مسائل واحکامِ رمضان، روزہ اور زکوٰۃ	19	آدابِ دعاء (شرائط، اوقات، مقامات)
4	مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	20	رَفْعُ الْیَدَیْن؛ دلائل وتحقیق
5	زیارتِ مدینہ منوّرہ۔ احکام وآداب	21	جنتی عورت
6	ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	22	مختصر مسائل واحکام نمازِ جنازہ
7	جشنِ عیدِ میلاد؛ یومِ وفات پر!	23	عملِ صالح کی پہچان
8	دنیوی مصائب ومشکلات (حقیقت، اسباب، ثمرات)	24	ارکانِ ایمان (ایک تعارف)
9	مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ اور قربانی وعیدین	25	فضائل رمضان وروزہ
10	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	26	براءۃِ اہلِ حدیث
11	استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی)	27	خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول
12	شکوک وشبہات کا ازالہ	28	امامت کے اہل کون؟
13	دعوۃ الیٰ اللہ اور داعی کے اوصاف	29	اندھی تقلید اور تعصّب میں تحریفِ کتاب وسنت
14	تعویذ گنڈوں اور جنّات وجادُو کا علاج	30	تلاشِ حق کا سفر
15	نمازِ تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ)	31	مُعَوِّذَتین ☆ فضائل، برکات، تفسیر
16	مَرد وزَن کی نماز میں فرق؟	32	جہیز اور جوڑے کی رسم

اگر آپ ان کتابوں کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پتے پر رابطہ قائم کریں:

Email to: tawheed_pbs @hotmail.com

☆ مذہبی تعصب، مسلکی عناد اور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، ان سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆ قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء و فقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ دعوت و تبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال و حرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کر دیں۔

☆ جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆ اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو "**توحید پبلیکیشنز**" کی مطبوعات کا مطالعہ فرمایئے اور اسکا تعاون کیجئے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

ان شآء اللہ

ARKAN-E-ISLAM (Ek Ejmali Ta'aruf)

Published By

توحید پبلیکیشنز
Tawheed Publications
URDU 33
#43, S.R.K. Garden, Bangalore-41
Email: tawheed_pbs@hotmail.com